ماہنامہ
خالد
احمدی نوجوانوں کیلئے
جولائی 2002ء
مدیر
اسفندیار منیب

ربِّ عظیم کا بندۂ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

''چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی وانشراح صدری وعصمت وحیا وصدق وصفا وتوکّل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل واعلیٰ واکمل وارفع واجلیٰ واصفیٰ تھے۔ اس لئے خدائے جلشانہٗ نے اُن کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطّر کیا۔ اور وہ سینہ اور دل جو تمام اوّلین وآخرین کے سینہ ودل سے فراخ تر وپاک تر ومعصوم تر وروشن تر وعاشق تر تھا وہ اسی لایق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اوّلین وآخرین کی وحیوں سے اقویٰ واکمل وارفع واتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔ سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صُحُف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسی برہان عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اُس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفاتِ کمالیہّ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفّٰی آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارِج عالیہ ٔ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳، ۲۴ حاشیہ)

چاہتوں کا سلام کہنا

دیارِ مغرب سے جانے والو دیارِ مشرق کے باسیوں کو
کسی غریبُ الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

ہمارے شام و سحر کا کیا حال پوچھتے ہو کہ لحہ لحہ
نصیب اِن کا بنا رہے ہیں تمہارے ہی صبح و شام کہنا

تمھاری خوشیاں جَھلک رہی ہیں مِرے مقدّر کے زائچے میں
تمھارے خونِ جگر کی مے سے ہی میرا بھرتا ہے جام کہنا

الگ نہیں کوئی ذات میری تمھی تو ہو کائنات میری
تمھاری یادوں سے ہی معنون ہے زِیست کا اِنصرام کہنا

اے میرے سانسوں میں بسنے والو! بھلا جُدا کب ہوئے تھے مجھ سے
خدا نے باندھا ہے جو تعلّق رہے گا قائم مدام کہنا

تمھاری خاطر ہیں مِرے نغمے، مِری دُعائیں تمھاری دولت
تمھارے دَرد و اَلم سے تر ہیں مِرے سجود و قیام کہنا

تمھیں مِٹانے کا زُعم لے کر اُٹھے ہیں جو خاک کے بگُولے
خدا اُڑا دے گا خاک اُن کی کرے گا رسوائے عام کہنا

خدا کے شیرو! تمھیں نہیں زیب خوف جنگل کے باسیوں کا
گرجتے آگے بڑھو کہ زیرِ نگیں کرو ہر مقام، کہنا

بساطِ دُنیا اُلٹ رہی ہے حَسین اور پائیدار نقشے
جہان نو کے ابھر رہے ہیں۔ بدل رہا ہے نظام، کہنا

کلید فتح و ظفر تھمائی تمھیں خدا نے اب آسماں پر
نشان فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمھارے ہی نام کہنا

بڑھے چلو شاہراہ دین متیں پہ دَرّانا، سائباں ہے
تمھارے سَر پر خدا کی رحمت قدم قدم گام گام کہنا

(کلامِ طاہر)

جولائی 2002ء وفا 1381 ہش

ہفتہ	اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
		1	2	3	4	5
6	7	8	9	10	11	12
13	14	15	16	17	18	19
20	21	22	23	24	25	26
27	28	29	30	31		

صرف احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ

خالد

جلد نمبر 49 شمارہ نمبر 7

جولائی 2002ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قیمت ۱۰ روپے.....سالانہ ۱۰۰

مدیر
اسفندیار منیب

نائبین
محمود احمد انیس - فرید احمد ناصر
معاونین
احمد طاہر مرزا - میر انجم پرویز

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر
ٹائٹل ڈیزائننگ: شیخ خالد محمود پانی پتی
پیج لے آؤٹ: شیخ نصیر احمد
پبلشر: قمر احمد محمود
مینیجر: سلطان احمد خالد
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)
مقام اشاعت: ایوان محمود دارالصدر جنوبی

روز محشر کہ جانگداز بود۔ اوّلین پرسش نماز بود

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰباً مَّوْقُوْتًا.

''یقیناً نماز وقت مقررہ پر ادا کرنا مومنوں کے لئے فرض ہے'' (النساء۱۰۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب بندوں سے لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہوگیا اور اس نے نجات پالی۔ اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہوگیا اور گھاٹے میں رہا۔ اگر اس کے فرضوں میں کوئی کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دیکھو! میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی ان نوافل کے ذریعہ پوری کردی جائے گی اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہوگا اور ان کا جائزہ لیا جائے گا۔ (ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ان اوّل مایحاسب بہ العبد)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

''اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو''۔

(کشتی نوح صفحہ۱۵)

''جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے''

(کشتی نوح صفحہ۱۹)

☆☆☆

نمازوں کے بغیر تم زندہ نہیں ہو اور نہ ہی زندہ رہ سکتے ہو

عبادت نظامِ جماعت کی غلام نہیں ہوگی بلکہ نظام عبادت کا غلام ہوگا

(خطبہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ یکم اپریل ۱۹۸۳ء بمقام بیت اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے فرمایا:

قرآن کریم نے مذہب کا اور خود اپنا جو خلاصہ شروع میں پیش کیا ہے وہ تین لفظی ہے۔ سورۃ البقرہ کی پہلی آیت میں تو کتاب کا تعارف ہے اور اس کی تعلیم کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا الٓمّٓ۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ اور اگلی آیت میں اس

ساری تعلیم کا خلاصہ

یہ بیان فرمایا۔ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۔ یعنی ایمان بالغیب۔ اقامت الصلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ۔ اگلی آیت یعنی وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ۔ میں پہلی آیت کی تفصیل بیان فرمائی کہ غیب کے کیا معنی ہیں، مومن اقامت صلوٰۃ کی تعلیم کس سے لیتے ہیں۔ کس طرح اس کا حق ادا کرتے ہیں اور انفاق فی سبیل اللہ جو دراصل بنی نوع انسان کے حقوق کی ادائیگی ہے، وہ کیسے اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ مومن یہ سب باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھتے ہیں جیسا کہ آپ سے پہلے بھی خدا نے جو بزرگ بھیجے تھے ان سے لوگ سیکھتے رہے تھے اور آئندہ بھی سچی تعلیم وہی سکھائے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے خدا ہی سے پائے گا۔ پس اس نظام کا خلاصہ بیان فرما دیا جس کے ذریعہ انسان ایمان بالغیب سیکھتا ہے اور یہ نظام خود ایمان بالغیب کا ہی حصہ ہے۔ پھر وہ اقامت صلوٰۃ یعنی حقوق اللہ کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور پھر انفاق فی سبیل اللہ یعنی بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے کے اسلوب سیکھتا ہے۔

الغرض پہلی تین باتیں جن کی طرف قرآن کریم مومن کو متوجہ کرتا ہے جن کے بغیر نہ وہ متقی بن سکتا ہے نہ وہ شک سے پاک ہوسکتا ہے اور نہ ہی ہدایت کی کوئی بھی منزل پا سکتا ہے، وہ ہیں ایمان بالغیب، اقامت الصلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ۔ غیب کیا ہے؟ اس کی تفصیل جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگلی آیت میں اشارہ کر کے یہ بیان فرمائی کہ جو غیب تم نے سیکھنا ہو وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھ لو۔

ایمان بالغیب کیا ہوتا ہے؟ اس کی تفصیل بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بیان فرمائیں گے۔ لیکن چونکہ آج کے خطبے کا موضوع یہ حصہ نہیں، اس لئے میں اس کو فی الحال چھوڑتا ہوں۔

آج کے خطبے کا موضوع

اس تعلیم کا درمیانی حصہ یعنی اقامت صلوٰۃ ہے جو اللہ کے حقوق کی ادائیگی سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں تک انفاق فی سبیل اللہ کا تعلق ہے گذشتہ متعدد خطبات میں اس کے متعلق مختلف پہلوؤں سے میں توجہ دلاتا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے

جماعت میں اتنی غیر معمولی بیداری پائی گئی ہے کہ میرے تصور کی کوئی چھلانگ بھی یہ اندازہ نہیں کرسکتی تھی کہ مجھے اتنا نمایاں تعاون فی سبیل اللہ حاصل ہوگا۔ بعض جگہ تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ خدا کے فرشتے دلوں کو تبدیل کر کے زبردستی مالی قربانی کی طرف متوجہ کر رہے ہیں اور بعض لوگوں نے رؤیا دیکھ کر اس طرف توجہ کی یعنی واضح طور پر ان کو ہدایت اور راہنمائی ملی اور پھر وہ مالی قربانیوں میں آگے بڑھے۔ اب میں جماعت کو خصوصیت کے ساتھ عبادت کی ادائیگی کی طرف بلانا چاہتا ہوں۔ اگرچہ بعض پہلے خطبات میں بھی مَیں نے اس کی طرف توجہ دلائی تھی، لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جب تک بار بار اس کی طرف توجہ نہ دلائی جائے اس وقت تک نہ توجہ دلانے والا اپنے رب کے سامنے اپنی ذمہ داری ادا کرسکتا ہے نہ وہ لوگ صحیح معنوں میں فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کو توجہ دلائی گئی ہو۔ ذکر کا مضمون ایک جاری وساری مضمون ہے۔ اس لئے ہمیں بعض امور کی طرف بار بار توجہ دلاتے رہنا پڑے گا۔ خصوصاً نماز پر تو اس کا بہت ہی گہرا اثر پڑتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف آیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے نماز کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ یہ ہے کہ نماز ایسی چیز ہے جو اگر زور لگا کر اور توجہ کے ساتھ کھڑی نہ کی جائے تو گر پڑے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ جو بار بار کہا گیا ہے کہ نماز کو کھڑا کرو، کھڑا کرو، کھڑا کرو اور بڑی کثرت کے ساتھ مختلف طریق پر بیان کیا گیا، اس سے اس طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ نماز ازخود کھڑی نہیں ہوا کرتی۔ جب بھی تم اس کی طرف سے غافل ہوگے یہ گر پڑے گی۔ جس طرح ٹینٹ یعنی خیمہ بانس کے سہارے کھڑا ہوتا ہے اگر بانس نہیں رہے گا تو خیمہ زمین پر آپڑے گا۔ کمرے کی طرح کی چیز تو نہیں کہ ازخود کھڑا رہے۔ اسی طرح عبادت بھی ایک ایسی چیز ہے جو ازخود کھڑی نہیں ہوتی۔ اس کی طرف

بار بار توجہ دلانے کی ضرورت

ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کی آیت ایاک نعبد و ایاک نستعین میں یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ اے خدا! ہم کمزور ہیں اور عبادت مشکل کام ہے ذرا بھی اس سے غافل ہوئے تو اس کا حق ادا کرنے کے اہل نہیں رہیں گے اس لئے ہر نماز میں ہر رکعت میں ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں، التجاء کرتے ہیں کہ ہمیں توفیق بخش کہ ہم نماز کا حق ادا کرسکیں۔ اس لئے خصوصیت کے ساتھ نماز کی طرف توجہ دلانا ہمارا اوّلین فرض ہونا چاہئے۔ سارا نظام اس چیز کو ہمیشہ اوّلیت دے۔

دوسرے اس لئے بھی اس طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے کہ مذہب کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ حقوق العباد اس کا دوسرا حصہ ضرور ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عبادت کے بغیر حقوق العباد کی ادائیگی کا جذبہ بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ دنیا کی کسی قوم نے کبھی حقوق العباد نہیں سیکھے جب تک کہ اللہ نے نہ سکھائے ہوں۔ صحیح معنوں میں حقوق العباد کی آخری بنیادیں مذہب میں ہی ملتی ہیں۔ اس کے سوا تو باقی سب کچھ چھینا جھپٹی اور اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنا ہے۔ حقوق العباد کے نام پر ظلم کی تعلیم تو دی گئی ہے لیکن انسان نے کسی کو حقوق العباد نہیں سکھائے۔ جتنی بھی دنیوی تعلیمات ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ

حقوق العباد حقیقت میں مذہب سے ہی نکلے ہیں

اور وہی لوگ حقوق العباد ادا کرسکتے ہیں جو پہلے اللہ کی عبادت کا حق ادا کریں۔ جن کی عبادتیں کمزور پڑ جائیں وہ حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی کمزور پڑ جاتے ہیں۔ جو حقوق اللہ ادا نہیں کرتے وہ جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم حقوق العباد ادا

کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ انسان خدا کی عبادت تو نہ کرتا ہو لیکن خدا کے بندوں کے حقوق ادا کر سکے۔

چنانچہ قرآن کریم اس مضمون کو بہت کھول کر بیان کرتا ہے۔ فرماتا ہے فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ. الَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ۔ (الماعون: آیت ۵۔۶) کہ اگرچہ نماز انسان کے لئے زندگی اور اس کی بقا کا موجب ہے اور اس کو فلاح کی طرف لے جاتی ہے لیکن کچھ نمازیں ایسی ہوتی ہیں جو ہلاکت کا پیغام دیتی ہیں۔ فویل للمصلین ہلاک ہو جائیں ایسے لوگ ایسے نمازیوں پر لعنت ہو۔ اَلَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ جو نمازیں تو پڑھتے ہیں لیکن غفلت کی حالت میں پڑھتے ہیں۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ نماز کی ذمہ داریوں سے غافل رہتے ہیں نماز جن تقاضوں کی طرف بلاتی ہے یا جن تقاضوں کی طرف بلانے کیلئے نماز پڑھی جاتی ہے ان سے غافل ہو جاتے ہیں یعنی نہ اللہ کی محبت ان کے دل میں پیدا ہوتی ہے نہ محض للہ کام کرنے کی عادت ان کو پڑتی ہے اور نہ وہ حقوق العباد ادا کرتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں نماز کی بنیادی صفات ہیں۔

چنانچہ ہلاکت والی نماز ادا کرنے والوں کی یہ تعریف بیان فرمائی گئی اَلَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ. الَّذِیۡنَ هُمۡ یُرَآءُوۡنَ وَ یَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ (الماعون: ۶ تا ۸) یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کے بنیادی مقاصد سے غافل ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ ریاکاری کی خاطر نماز پڑھنے لگتے ہیں۔ اپنے رب کی خاطر نہیں پڑھتے۔ اس طرح نماز کے بنیادی مقصد یعنی اللہ تعالیٰ سے تعلق کے قیام سے محروم رہ جاتے ہیں اور جو خدا کے ساتھ تعلق قائم کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں ان کی قطعی علامت یہ ہے کہ وہ خدا کے بندوں سے بھی کٹ جاتے ہیں جو خدا کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ خدا کے بندوں کے حقوق ادا کر سکیں۔ چنانچہ فرمایا ویمنعون الماعون کہ یہ لوگ اتنے خسیس، اتنے کم ظرف ہو جاتے ہیں کہ بنی نوع انسان کی معمولی معمولی ضرورتیں پوری کرنے سے بھی گریز کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان کی حالت یہاں تک ہو جاتی ہے کہ اگر ان کے ہمسائے نے آگ مانگی ہے تو اس سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے یا تھوڑی دیر کیلئے مثلاً ایک ہنڈیا طلب کی ہے تو اس سے بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ یمنعون الماعون میں دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ خود بھی منع رہتے ہیں اور دوسرے یہ کہ اپنے بچوں کو اور اپنے ماحول کو بھی کہتے ہیں کہ اس نے یہ کیا رٹ لگا رکھی ہے۔ ہمسائی بار بار مصیبت ڈالتی رہتی ہے کہ فلاں چیز دو اور فلاں بھی دو، اس کو یہ چیز ہرگز نہیں دینی۔ پس

نماز اور عبادت کا خلاصہ

یہ بیان فرمایا کہ اس کے بغیر نہ اللہ سے تعلق قائم ہوتا ہے، نہ اس کی مخلوق سے۔ اسی لئے بنی نوع انسان کے حقوق کا ذکر عبادت کے بعد کیا جو بیشتر حد تک مما رزقنهم ينفقون کی ذیل میں آجاتے ہیں بلکہ اگر اس کی وہ تعریف کی جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے تو بیشتر کا لفظ کمزور ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان کے ہر قسم کے حقوق مما رزقنهم ينفقون کے تابع ادا ہوتے ہیں۔ اس کو عبادت کے بعد رکھا ہے اور یہ ترتیب بتا رہی ہے کہ دراصل عبادت ہی کے نتیجے میں بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا ہوتی ہے۔

پس جہاں تک اعمال کا تعلق ہے مذہب کا خلاصہ عبادت پر آکر ختم ہو جاتا ہے۔ غیب کا معاملہ تو ایمانیات سے تعلق رکھتا ہے اور ایمان نہ ہو تو عبادت کی توفیق بھی نہیں مل سکتی۔ یہ درست ہے لیکن جہاں تک اعمال کا تعلق ہے ان کا خلاصہ نماز ہے۔ نماز قائم ہو تو حقوق اللہ بھی ادا ہونگے اور حقوق العباد

بھی ادا ہوں گے۔ لیکن اگر یہ نہ رہے تو پھر کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ تقویٰ کا خلاصہ بھی نماز بیان فرمایا گیا ہے۔ تقویٰ کی جو تعریف بیان فرمائی اس کا خلاصہ اگر نماز ہے تو متقیوں کی زندگی کا خلاصہ بھی نماز ہی بنتا ہے۔ اس لئے عبادت مومن کی زندگی اور اس کی جان ہے اور مذہب کے فلسفے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ انسان اپنے رب سے سچا تعلق عبادت کے ذریعے قائم کرے۔ اس پہلو سے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا کمزوریاں بھی آتی چلی جاتی ہیں۔ ایک دفعہ آپ زور لگاتے اور کوشش کرتے ہیں تو

نماز میں حاضری کا معیار

بڑھ جاتا ہے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد نماز گرنے لگتی ہے۔ پھر زور لگاتے ہیں تو معیار بڑھنے لگتا ہے اور بعض دنوں میں جب زیادہ توجہ دی جاتی ہے تو خدا کے فضل سے (بیوت) کے متعلق احساس ہوتا ہے کہ چھوٹی رہ گئی ہیں۔ لیکن اس کے بعد پھر خالی برتن کی طرح کھلکھل کرتے ہوئے چند نمازی رہ جاتے ہیں اور (بیوت) قریباً خالی۔ اس لئے ہمیں اپنے نظام میں لازماً یہ بات داخل کرنی پڑے گی کہ سارا نظام بیدار ہو کر وقتاً فوقتاً نمازوں کی طرف توجہ دلائے، ساری جماعت کو جھنجھوڑ دے اور بیدار کر دے اور اسے بتائے کہ نمازوں کے بغیر تم زندہ نہیں ہو اور نہ ہی زندہ رہ سکتے ہو۔ تمہیں لازماً عبادتوں کو قائم کرنا پڑے گا ورنہ تمہاری ساری کوششیں بیکار، بے معنی اور لغو ہونگی۔

یہی وجہ ہے کہ میں نے آغازِ خلافت ہی میں آج سے تقریباً چھ ماہ پہلے تمام انجمنوں کو جن میں مرکزی انجمنیں بھی شامل تھیں اور ذیلی انجمنیں بھی شامل تھیں۔ اکٹھا کر کے جو بنیادی ہدایت دی وہ یہ تھی کہ نماز کی حفاظت، جس کے لئے جماعت احمدیہ قائم کی گئی ہے ہمارا اوّلین فرض ہے۔ ہمارے سارے نظام اس مرکزی کوشش کے لئے غلامانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر یہ نظام اوپر آ جائیں اور یہ آقا یعنی عبادت کا مقام نیچے ہو جائے تو معاملہ بالکل اُلٹ ہو جائے گا پھر تو ویسی ہی بات ہو جائے گی کہ کشتی نیچے چلی جائے اور پانی اوپر آ جائے۔ وہی چیز جو بچانے کا موجب ہوتی ہے وہ تباہی کا موجب بن جاتی ہے حالانکہ پانی اور کشتی کا تعلق وہی رہتا ہے جو کشتی کے اوپر ہے وہ بھی پانی ہے اور جو کشتی کے نیچے ہے وہ بھی پانی ہے لیکن نسبت بدلنے سے نتیجہ الٹ نکل رہا ہے۔ یعنی اوپر کا پانی ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے اور وہی پانی جب نیچے ہو تو بچانے کا موجب بن جاتا ہے۔ اس لئے نسبتوں کا درست ہونا ضروری ہے۔ عبادت نظامِ جماعت کی غلام نہیں ہوگی بلکہ نظام عبادت کا غلام ہوگا۔

ہم تبھی زندہ رہیں گے

جب نظام جماعت عبادت کا غلام ہوگا۔ پس میں نے ان تمام انجمنوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ کے جتنے بھی کارکن ہیں ان کی طرف توجہ کریں۔ ہر انجمن کے سربراہ کا فرض ہے اسی طرح ہر شعبے کے انچارج کا یہ فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ مرکزی نمائندگان سلسلہ اپنا حق اس رنگ میں ادا کر رہے ہیں کہ وہ دوسروں کیلئے نمونہ بنیں۔ تمام دنیا کی آنکھیں مرکز کی طرف لگی ہوئی ہیں اور مرکز میں بھی جو سلسلہ کے کارکنان ہیں وہ بڑے نمایاں طور پر لوگوں کی نظر کے سامنے نمونہ کے طور پر ہوتے ہیں اگر یہ لوگ بداعمالیاں کریں تو ہلاکت کا موجب بن سکتے ہیں اور اگر نیک اعمال کریں تو ان کی نیکیاں عام انسانوں کی نیکیوں کے مقابل پر ان کو کئی گنا زیادہ ثواب پہنچا سکتی ہیں۔

چنانچہ میں نے انہیں جو ہدایت دی اس کا خلاصہ یہ تھا کہ آپ توجہ کریں میں آپ کو چھ مہینے دیتا ہوں بار بار نصیحت کے

ذریعے کوشش کریں کہ تمام کارکنان نماز کے فریضے کی ادائیگی سے پیچھے نہ رہیں سوائے اس کے کہ کوئی بیماری کی وجہ سے مجبور ہو۔ اسے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ ٹانگوں کی بیماری ہے یا کمر کی تکلیف ہے یا اسی قسم کی اور کئی تکلیفیں ہوسکتی ہیں کہ انسان دفتر میں تو پہنچ جاتا ہے اور کرسی پر بیٹھ کر اپنے فرائض بھی ادا کر دیتا ہے لیکن باجماعت نماز کی توفیق نہیں پا سکتا۔ اس لئے جہاں تک شرعی مجبوریوں کا تعلق ہے ہم ان میں دخل نہیں دے سکتے۔ لیکن واضح اور یقینی شرعی مجبوریوں کے سوا سلسلے کے سارے کارکنان کو نمازوں میں پیش پیش ہونا چاہئے اور دوسرے لوگوں کے لئے نمونہ بننا چاہئے۔

بہر حال میں نے ذمہ دار احباب سے کہا کہ چھ مہینے کے بعد آپ اپنے انتباہ میں نسبتاً زیادہ سنجیدہ ہو جائیں اور کارکنوں کو بلا کر سمجھائیں اور کہیں کہ یہ ٹھیک ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ ہم تمہیں نمازوں پر مجبور نہیں کر سکتے۔ لیکن جبر نہ ہونے کے دو نقص ہیں۔ اگر تم پر جبر نہیں تو جماعت احمدیہ پر کیا جبر ہے کہ وہ ضرور بے نمازیوں کو ملازم رکھے۔ اس لئے دو طرفہ معاملہ چلے گا صرف تم آزاد نہیں ہو۔ جماعتی نظام بھی آزاد ہے وہ آزاد ہے اس معاملے میں کہ جس قسم کے کارکن چاہے، رکھے اور جس قسم کے چاہے نہ رکھے۔ اس کو اختیار ہے اس لئے ہم تمہیں موقع دیتے ہیں کہ

تم اپنی نمازیں درست کرو

لیکن چونکہ تم آزاد ہو، ہوسکتا ہے تم یہ فیصلہ نہ مانو ہم داروغہ نہیں ہیں۔ داروغہ تو اصل میں خدا ہی ہے۔ تم نے بھی اسی کے حضور پیش ہونا ہے۔ اس لئے اگر تم یہ فیصلہ نہیں مان سکتے تو ہم تمہیں کوئی سزا نہیں دیں گے۔ جزا سزا کا معاملہ اللہ سے تعلق رکھتا ہے لیکن ہم بھی اس بات میں آزاد ہیں کہ تمہارے جیسے کارکنوں کو نہ رکھیں۔ ہماری بعض مجبوریاں ہیں۔ ہم نے ساری دنیا میں تبلیغ کی ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں اور ساری دنیا کے لئے نمونہ بننا ہے۔ اگر عبادت سے غافل کارکن مرکز میں بیٹھے ہوں تو نہ وہ دعائیں کر سکیں گے نہ ان کے اندر تقویٰ کا اعلیٰ معیار ہوگا اور نہ ہی وہ صحیح نمونہ بن سکیں گے بلکہ جماعت کیلئے ہزار مصیبتیں کھڑی کرتے رہیں گے۔

کجا یہ کہ سارے مرکزی کارکنان عبادتوں کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ان کے مجموعی تقویٰ کے نتیجے میں ایک طاقت پیدا ہو اور کجا یہ کہ چند آدمی باقی تمام کارکنوں کا حق ادا کر رہے ہوں۔ اور اکثریت غافل ہو اور کجا یہ کہ چند آدمی باقی تمام کارکنوں کا حق ادا کر رہے ہوں اور اکثریت غافل ہو اور جماعت پر بوجھ بنی ہوئی ہو۔ اس پہلو سے چھ مہینے کے بعد ذمہ دار افسران نے نماز سے غافل کارکنوں کو وارننگ دینی تھی۔ لیکن میں خاموشی سے دیکھتا رہا میرے نزدیک اس کام میں غفلت کی گئی ہے۔ اس لئے سال کے بعد پکڑنے کی بجائے ابھی جو تین مہینے باقی ہیں ان میں ایسے کارکن فیصلہ کر لیں کہ انہوں نے سلسلہ کی ملازمت کرنی ہے یا نہیں کرنی۔ یہ بات مجھے اس وقت سے یاد ہے جب میں نے انجمنوں کو اس بارے میں ہدایت دی تھی اور مسلسل یاد رہی ہے اور جب بھی میں نمازیوں پر نگاہ ڈالتا ہوں تو یاد آتی رہتی ہے۔ اس لئے کوئی یہ خیال دل میں نہ لائے کہ میں اسے بھول چکا ہوں۔ یہ جو فیصلہ ہے اس پر بہر حال عملدرآمد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سلسلے کو بہتر کارکن دیدے گا۔ انشاء اللہ۔ مجھے قطعاً کوئی پرواہ نہیں کہ بے نمازی نکل جائیں گے تو ہمارے کام کون کرے گا؟ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بے نمازی نکلیں گے تو کام بہتر ہونگے۔ اور آپ کو یقین آئے نہ آئے مجھے اس بات پر کامل یقین ہے کیونکہ خدا کا کلام جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ خدا کا کام خدا کی عبادت کرنے والے ہی ادا کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ دوسروں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ یہ کام کریں اور اگر وہ اس کو کریں بھی تو احسن

رنگ میں نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں ساری انجمنوں کو دوبارہ اس امر کی طرف متوجہ کر رہا ہوں اور

ساری جماعت کو سنانا چاہتا ہوں

کیونکہ آج مشاورت کیلئے پاکستان کی اکثر جماعتوں کے نمائندے یہاں آئے ہوئے ہیں اسی طرح باہر کی دنیا سے بھی نمائندے پہنچے ہوئے ہیں۔ آپ سب کے سامنے یہ بات سنانے میں حکمت یہ ہے کہ آپ بھی اپنی اپنی جگہ اسی طرح جواب دہ ہونگے۔ ہر جماعت کی مجلس عاملہ اور تنظیم خواہ وہ ذیلی انجمن کی ہو یا مرکزی انجمن کی بالکل اسی طرح ذمہ داری ہے جس طرح یہ انجمنیں ذمہ دار ہیں۔

بعض دفعہ عجیب وغریب واقعات سامنے آتے ہیں کہ ایک جگہ خدام الاحمدیہ کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہو رہا ہوتا ہے اور نماز باجماعت کھڑی ہو جاتی ہے لیکن عاملہ کو پرواہ ہی نہیں ہوتی وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اتنے سنجیدہ اور اہم کام میں مصروف ہیں کہ اب ہم نماز سے بالا ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا تھا جب پانی کشتی کے اوپر آئے گا تو ہلاک کر دے گا کیونکہ کشتی میں یہ طاقت ہی نہیں ہے کہ وہ پانی کو سنبھال سکے اس لئے آپ نے عبادت کا غلام بننا ہے تو زندگی پانی ہے۔ اگر آپ عبادت کو اپنا غلام بنانے کی کوشش کریں گے تو لازماً ہلاک ہونگے۔

اسی طرح بعض دفعہ امراء کے متعلق پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی میٹنگ میں بیٹھے ہوتے ہیں اور بعض اوقات سنجیدہ باتیں نہیں بلکہ شغل کی باتیں چل رہی ہوتی ہیں اور ادھر نماز ہو رہی ہوتی ہے لیکن امراء کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ پس جن باتوں کا مرکز پابند ہے انہیں باتوں کی جماعتیں ہر جگہ پابند ہیں۔ اس لئے آپ کو اس طرف توجہ دینی پڑے گی اور جماعت کے ذمہ دار دوستوں کو بہترین نمونے قائم کرنے پڑیں گے۔ جہاں تک نماز باجماعت کا تعلق ہے کجا یہ کہ انسان گھر میں بیٹھا ہوا ہو یا دفتر میں ہو اور (بیت الذکر) تک نہ جائے اور کجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ اور آپ کی تعلیم کہ ایک اندھا جو دور سے اذان کی آواز سنتا ہے اس کو بھی گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت دینے کے بعد اجازت واپس لے لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمہیں جماعت کے بغیر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

واقعہ یوں ہوا

کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! مدینہ کی گلیوں میں ٹھوکریں لگتی ہیں۔ مختلف حدیثوں میں مختلف تفاصیل ملتی ہیں۔ کہیں آتا ہے کہ اس نے کہا رات کو جنگلی جانوروں کا خطرہ بھی ہوتا ہے اور کہیں آتا ہے کہ مجھے ساتھ لے جانے والا کوئی نہیں ہے۔ اس لئے مجھے اجازت دی جائے کہ میں گھر پر ہی نماز پڑھ لیا کروں۔ حضور نے اجازت فرمادی جب وہ اٹھ کر جانے لگا اور ابھی قدم باہر رکھا ہی تھا تو حضور نے اسے واپس بلایا کہ بات سن جاؤ۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! کیا بات ہے؟ حضور نے فرمایا ھل تسمع النداء بالصلوٰۃ کہ کیا تمہیں نداء بالصلوٰۃ آتی ہے؟ اس سے مراد اذان لے لیں یا تکبیر لے لیں حضور کا مقصد یہ تھا کہ نماز کی طرف بلانے کی آواز تمہارے کان میں پڑتی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا یارسول اللہ! میں آواز سنتا ہوں۔ تو فرمایا پھر جواب دیا کرو۔ تمہیں یہ اجازت نہیں ہے کہ تمہارے کانوں میں آواز پڑے اور اس کے باوجود تم انکار کر دو۔(۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم دینے کا عجیب طریق تھا اور اتنا لطیف اور پیارا کہ آپ کی باتوں کی تہ میں جائیں تو حسن ہی حسن نظر آتا ہے۔ اس نابینا آدمی کو یہ تعلیم دی کہ تم

آنکھوں سے تو محروم ہو لیکن کانوں کو ثواب سے کیوں محروم رکھتے ہو؟ جن اعضاء کے ذریعے تمہیں خدا کی طرف بلایا جا رہا ہے وہاں سے تو لبیک کہہ دو۔ ایک بدقسمتی کے نتیجے میں دوسری بدقسمتی کیوں مول لیتے ہو؟

یہ تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا طریق اور کجا یہ کہ ہر طرف سے اذانوں کی آوازیں آ رہی ہوں اور نمازوں کی طرف بلایا جا رہا ہو لیکن کارکنانِ سلسلہ یا ممبران مجلس عاملہ یا سلسلہ کے دیگر کارکنان خاموشی سے سن رہے ہوں جیسے کسی اور کو بلایا جا رہا ہے۔ بہرے کی اور کیا تعریف ہے صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَایَرْجِعُوْنَ۔ (البقرہ:١٩) کے روحانی معنی تو یہی ہیں کہ وہ سنتے ہیں اور نہیں سنتے۔ دیکھتے ہیں اور نہیں دیکھتے۔ اور جو سننے اور دیکھنے کی طاقت سے محروم ہو جائے وہ ہر لحاظ سے بالکل بے معنی جانور کی زندگی بسر کرتا ہے۔ نہ اس کو بولنے کی طاقت ہے نہ سمجھنے کی طاقت ہے۔ اس لئے عبادت کا حق ادا کرنا نہایت ہی اہم ہے۔

اب میں مضمون کی طرف واپس آتے ہوئے

کارکنان سلسلہ سے کہتا ہوں

کہ تین مہینے کے اندر اندر یہ فیصلہ کر لیں کہ سلسلے کی ملازمت کرنی ہے یا نہیں۔ جہاں تک ان کے اس فیصلے کا تعلق ہے اس میں وہ آزاد ہیں۔ وہ جو فیصلہ بھی کریں ان کی مرضی ہو گی لیکن اگر وہ عبادت کی خاطر عبادت کریں نہ کہ ملازمت کی خاطر اور اللہ سے تعلق قائم کرنے کی خاطر نماز پڑھیں تو یہی سب سے اچھا سودا ہے اور سلسلے کو ایسے ہی کارکنوں کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر وہ کسی وجہ سے یہ فریضہ ادا نہیں کر سکتے تو ہمیں احسان کے ساتھ ان کو الگ کرنا ہو گا۔ ان کی فہرستیں بن جانی چاہئیں اور ان سے معاملہ طے ہو جانا چاہئے۔ جدائی میں احسان بہرحال ضروری ہے اس لئے ان کے حقوق ان کو ادا ہونے چاہئیں۔ افہام و تفہیم کے ساتھ احسن رنگ میں ان کو کہا جائے کہ ہمیں مجبوری ہے کہ ہم تمہیں علیحدہ کر رہے ہیں۔ لیکن اس علیحدگی میں تمہیں ثواب ہو گا اس وقت تم سلسلے پر بار بنے ہوئے ہو پھر سلسلے کا بوجھ ہلکا کر دو گے۔

پس محبت اور پیار سے سمجھائیں لیکن کوشش کریں کہ ایک بھی آدمی ضائع نہ ہو۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے سلسلے کو تو کارکن مل ہی جائیں گے، بلکہ بہتر ملیں گے۔ لیکن وہ کارکن جنہوں نے ایک لمبا عرصہ سلسلے سے تعلق رکھا ہے ہم ان کو کیوں ضائع ہونے دیں۔ ہمارا فرض ہے کہ پوری کوشش کریں اور ان کو بچائیں۔ ایک ایک احمدی بنانے کے لئے ہم کتنی محنت کرتے ہیں تو جو پہلے سے موجود ہوں اور مرکز کے بہت قریب آئے ہوں اور جن کو سلسلہ کی خدمات کی توفیق ملی ہو ان کو ضائع نہیں ہونے دینا چاہئے۔ اس لئے اس معاملے میں بے اعتنائی نہیں کرنی۔ ہر افسر کا فرض ہے کہ اگر کارکن اور ذرائع سے بات نہیں سنتا تو اپنے پاس بلائیں، محبت اور پیار کے ساتھ اس کو سمجھائیں اور جہاں تک ممکن ہو سلسلے کے ہر کارکن کو ضائع ہونے سے بچانے کی کوشش کریں۔

دوسرا پہلو یہ ہے

کہ ایسے کارکنان کی اولادیں نماز سے غافل ہو رہی ہیں۔ ہر صورت میں تو نعوذ باللہ ایسا نہیں ہے۔ لیکن اگر سلسلے کے دس فیصدی کارکن بھی ایسے ہوں جن کی اولادیں نماز سے غافل ہیں تو یہ بڑی خطرناک بات ہے اور میرے نزدیک ایسے کارکنان کے بچوں کی تعداد جو عملاً نماز سے غافل ہو چکے ہیں اس سے زیادہ ہے۔ اس لئے ان کی طرف بھی توجہ دینا ضروری ہے۔ نظام جماعت کو ان کے بچوں کو سنبھالنے میں ایسے کارکنوں کی مدد کرنی چاہئے۔ لیکن اصل میں تو گھر ہی

تربیت کا گہوارہ ہے اور گھر کے معاملے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ باپ اپنی اولاد کا ذمہ دار ہے۔

قرآن کریم نے مختلف رنگ میں بڑے ہی گہرے اثر کرنے والے انداز میں اس مضمون کو پھیر پھیر کر بیان فرمایا ہے۔ کہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی مثال دی کہ وہ کس طرح صبح اٹھ کر باقاعدہ اپنے گھر والوں کو نماز کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ وہ بڑے صبر کے ساتھ اس پر قائم رہے اور ساری زندگی اس کام سے تھکے نہیں۔

کہیں یہ فرمایا لَاتَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (الحشر: ۲۰)

کہ دیکھو! ان بدقسمتوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے ایک دفعہ اللہ کو یاد کیا اور پھر اسے ہمیشہ کے لئے بھلا دیا۔ فانسٰھم انفسھم پس اللہ نے ان کو خود اپنے آپ سے بھلوا دیا۔ ان کو اپنے نفوس کی اور اپنے اموال کی خبر نہ رہی۔ ان کو اچھے بُرے کی تمیز نہ رہی۔

انسان کے لئے سب سے بڑی ہلاکت

یہ ہوا کرتی ہے کہ اسے اچھے بُرے کی تمیز نہ رہے۔ اس کو اپنے حقیقی مقصد اور فائدے کا علم نہ ہو اور اسی کا نام پاگل پن ہے۔ اس کے سوا پاگل پن کی کوئی اور تعریف بنتی ہی نہیں۔ ہر وہ شخص جو اپنے مفاد کے متعلق نہ جان سکے کہ میرا اصل مفاد کس بات میں ہے وہ ایسی باتیں کرتا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ پاگل ہو گیا ہے۔ کوئی اپنی جائیداد ضائع کر دے یا کوئی ایسی بات کرے کہ لوگ کہیں، بیہودہ حرکت کر رہا ہے اور لوگوں کے سامنے بدنام ہو رہا ہو تو وہ بھی پاگل ہے۔ الغرض ہر بات میں پاگل پن کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے مفاد سے بے خبر ہو جائے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فانسھم انفسھم وہ ان لوگوں کو پاگل کر دے گا ان کو اپنی بھی ہوش نہیں رہے گی۔ ان کو پتہ نہیں ہوگا کہ کس چیز میں ہمارا فائدہ ہے اور کس میں نہیں؟ اس لئے کہ اللہ جو ہر بات کا آخری Reference ہے اس کو انہوں نے بھلا دیا۔ اگر خدا سے تعلق جوڑ کر راہنمائی حاصل نہ کی جائے تو نہ فرد اپنی رہنمائی کے اہل ہوتے ہیں نہ قومیں اپنی رہنمائی کی اہل ہوتی ہیں۔ ساری دنیا میں تباہیوں کا جو نقشہ نظر آ رہا ہے اس کی وجہ خدا سے لاتعلقی ہے حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کبھی کوئی قوم اپنی عقل پر انحصار کر کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ محض عقل پر انحصار کر کے لوگ ایسی خوفناک غلطیاں کرتے ہیں کہ خود بھی ڈوبتے ہیں اور دوسروں کو بھی لے ڈوبتے ہیں۔ پس فرمایا فانسھم انفسھم جب بھی لوگ خدا سے غافل ہوئے اور اس کی عبادت کا حق ادا کرنا چھوڑ دیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے ان کو پاگل کر دیا کیونکہ انہوں نے عقل اور رشد کے سرچشمے سے منہ موڑ لیا۔ ''پاگل کر دیا'' کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ایسا فعل کیا جس کے نتیجہ میں وہ لازماً اپنی عقلوں کو کھو بیٹھے احمق بن گئے۔ بیوقوف ہو گئے۔

الغرض خدا کی عبادت سے غافل

ہونے کی ایک یہ سزا بھی بیان فرمائی۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے بچوں کی عبادت کا خیال نہیں کرتے ان کی اولادیں لازماً ہلاک ہو جایا کرتی ہیں اس لئے وہ اس طرح توجہ کریں اور اپنی اولاد کو اپنے ہی ہاتھوں سے قتل نہ کریں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے مختلف رنگ میں نصیحت فرمائی ہے اور بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس معاملے میں اگرچہ مردوں کو پابند کیا گیا ہے لیکن اس بات کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کہ جب مرد باہر ہوتا ہے تو عورت اسکی جگہ لے لیتی ہے اور اس پر بھی تربیت کی ایک بڑی بھاری ذمہ داری عائد

ہوتی ہے مرد کو اس لئے ذمہ دار قرار دیا گیا ہے کہ اسے عورت پر قوام بنایا گیا ہے۔ اگر عورت کو ذمہ دار بنایا جاتا تو مرد اس ذمہ داری سے باہر رہ جاتے۔ مرد کو ذمہ دار بنایا تا کہ صرف بچے ہی اس کے تابع نہ رہیں بلکہ عورت بھی تابع رہے اور مرد اس کو بھی پابند کرے اور اس طرح سارا نظام تربیت کے دائرے کے اندر جکڑا جائے۔ جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے

میرا تاثر یہ ہے

کہ جو مائیں بے نماز ہوتی ہیں، اگر باپ کوشش بھی کریں تب بھی ان کی کوشش اتنا اثر نہیں رکھتی جتنا اس صورت میں کہ جب مائیں نمازی ہوں۔ اسی لئے قرآن کریم مردوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ سب سے پہلے اپنی عورتوں کی حفاظت کرو اور ان کو تربیت دو۔ چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام والی مثال میں بچوں کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ وہ اپنے خاندان کے ہر فرد کو نماز کی تعلیم دیتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی طریق تھا کہ آپ اپنی بیویوں کو نماز کیلئے اٹھاتے تھے۔ پھر بچوں اور دامادوں کو بھی جگایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کے متعلق آتا ہے کہ حضور ان کے ہاں گئے اور فرمایا اٹھو! نماز کا اور عبادت کا وقت ہو گیا ہے۔

پس ہمیں بھی اپنے گھروں میں یہی اسوہ زندہ کرنا پڑے گا۔ مرد اپنی بیویوں کو نماز کا پابند کریں اور ان سے یہ توقع رکھیں کہ جب وہ خود گھر پر نہ ہوں تو عورتیں ان کے نائب کے طور پر بچوں کی نمازوں کی حفاظت کریں گی اگر گھروں میں نمازوں کی فیکٹریاں نہ بنیں تو پھر جماعتی تنظیم کی کوششیں پوری طرح کارآمد نہیں ہوسکتیں۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو ان بچوں کے لئے بہت محنت کرنی پڑتی ہے جن کے والدین نماز سے غافل ہوتے ہیں۔ ہزار کوشش کے بعد ان کو وہ پھل ملتا ہے جو گھر میں والدین صرف چند کلمات کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔ جب دیکھیں نماز کا وقت ہو گیا ہے تو بچے کو بتائیں اور نماز کیلئے کہیں چنانچہ

لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ماؤں کو تاکید

ہونی چاہئے اور خاوندوں کی طرف سے بیویوں کو تاکید ہونی چاہئے کہ وہ اس کام میں مدد کریں اور اپنی اولاد کو بچانے کی کوشش کریں۔

اگر ہم ساری دنیا میں یہ کام کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور احمدیوں کی بھاری اکثریت نماز پر اس طرح قائم ہو جائے کہ جہاں باجماعت نماز پڑھی جا سکتی ہے وہاں لازماً باجماعت نماز پڑھی جارہی ہو اور جہاں باجماعت نماز ممکن نہ ہو وہاں انفرادی نماز کا انتظام ہو اس کو تمام شرائط کے ساتھ ادا کیا جائے توجہ کے ساتھ اور سوز وگداز کے ساتھ ادا کیا جائے تو اس سے اتنی بڑی طاقت پیدا ہو جائے گی کہ ساری دنیا کی طاقتیں مل کر بھی اس جماعت کا مقابلہ نہیں کر سکیں گی۔ کجا یہ کہ چند دھاگے اللہ تعالیٰ سے ملے ہوئے ہوں اور وہ جو طاقت حاصل کر رہے ہوں وہ ساری جماعت میں بٹ رہی ہو اور کجا یہ کہ ہر شجر کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوں اور ہر شجر کو براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کے پھل لگ رہے ہوں۔ بڑ کے درخت جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ان میں سے بعض کی شاخیں زمین کی طرف جھک جاتی اور جڑیں بن جاتی ہیں اور ایک تنے کی بجائے کئی تنے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کو عبادت کے معاملے میں بڑ کا وہ درخت بن جانا چاہئے جس کی ہر شاخ سے جڑیں پھوٹ رہی ہوں اور زمین کی طرف جھک رہی ہوں اور براہِ راست زمین سے طاقت لے کر آسمان کی رفعتوں میں اس

طرح بلند ہو جائیں کہ ہر ایک کو ہمیشہ ہر حال میں اللہ کی رحمتوں کے الہامات کے کشوف کے اور وحی کے پھل لگ رہے ہوں اور ہر احمدی کو خدا کی تائید حاصل ہو رہی ہو۔

یہ ایک عظیم الشان طاقت ہے

دنیا اس کا مقابلہ کیسے کر سکتی ہے یہ تو اتنی عظیم الشان طاقت ہے کہ نبی جب اکیلا ہوتا ہے تو اللہ سے تعلق کے نتیجہ میں اس کو غالب کیا جاتا ہے اور خدا سے بے تعلق دنیا کو اس ایک کی خاطر مٹا دیا جاتا ہے کجا یہ کہ دنیا میں خدا سے تعلق رکھنے والے ایک کروڑ آدمی پیدا ہو جائیں۔ ان میں سے ہر ایک اس بات کی ضمانت ہوگا کہ اس جماعت نے لازماً غالب آنا ہے اور تمام مخالفانہ طاقتوں نے لازماً شکست کھانی ہے۔ ان میں سے ایک ایک اس قابل بن جائے گا کہ اس کی خاطر ساری دنیا کو مٹا دیا جائے گا اور اس کو زندہ رکھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

آج سے انشاء اللہ مجلس مشاورت شروع ہو جائے گی۔ ایسے اہم دینی اجتماعات کے موقع پر چونکہ نمازیں جمع کرنے کی اجازت ہوتی ہے اس لئے سابقہ روایات کے مطابق آج بھی انشاء اللہ جمعہ کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز جمع کی جائے گی۔ مجلس شوریٰ کے ممبران کو چاہیے کہ وہ چار بجے سے پہلے مقام شوریٰ میں پہنچ کر اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں کیونکہ انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک چار بجے شوریٰ کی کارروائی کا آغاز ہو گا۔ وہ سارے احمدی مرد و زن جو ممبران نہیں ہیں وہ بھی دعاؤں کے ذریعے شوریٰ کی کارروائی میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح جہاں جہاں بھی احمدی ہوں وہ ان ایام میں بکثرت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت کے ساتھ تمام ممبران کے ذہن روشن فرمائے، خدا کی خاطر اور خدا کے دین کی بہبود کے لئے بہترین فیصلوں کی توفیق بخشے اور پھر اُن فیصلوں پر باحسن رنگ عمل درآمد کی توفیق عطا فرمائے۔ (روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۸۳ء)

☆☆☆

(ا) مسلم کی روایت ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْمٰی فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَیْسَ لِیْ قَائِدٌ یَقُوْدُنِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُرَخِّصَ لَهٗ فَیُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِهٖ فَرَخَّصَ لَهٗ فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوۃِ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَجِبْ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا آدمی میسر نہیں جو مجھے مسجد تک لیکر جایا کرے۔ اس لئے مجھے اجازت مرحمت فرمائی جائے کہ میں اپنے گھر میں ہی نماز ادا کر لیا کرو۔ چنانچہ حضور نے اجازت دے دی لیکن جب وہ اٹھ کر واپس جانے لگا تو حضور نے اسے بلایا اور دریافت فرمایا کیا تمہیں نماز کی طرف بلانے کی آواز آتی ہے؟ اس نے عرض کی ہاں یارسول اللہ تو حضور نے فرمایا فَاَجِبْ پھر جواب دیا کرو۔ یعنی نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہوا کرو۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب یجب اتیان المسجد علی من سمع النداء)

☆☆☆

تاریخ احمدیت

ماہ جولائی میں ہونے والے بعض اہم واقعات

(مرتبہ: ڈاکٹر نصیر احمد شریف صاحب۔ کلر کہار)

یکم جولائی 1988ء کینیڈا میں نئی بیوت الذکر کی تعمیر کے لئے 25 لاکھ ڈالر جمع کرنے کی خاطر جماعت احمدیہ کینیڈا کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی تحریک۔

2 جولائی 1931ء حضرت مسیح موعودؑ کے پہلی اہلیہ صاحبہ سے پیدا ہونے والے فرزند حضرت مرزا سلطان احمد صاحب انتقال کر گئے۔ آپ 47 کتابوں کے مصنف تھے۔ ملک کے موقر و بلند پایہ جرائد میں مضامین نگاری کرتے تھے۔ ڈپٹی کمشنر رہ چکے تھے۔

2 جولائی 1974ء سیٹھی مقبول احمد صاحب جہلم کو ایک جلوس نے جب وہ آپ کے گھر پر حملہ آور ہوا فائرنگ کر کے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا۔

3 جولائی 1960ء میاں بدرالدین صاحب آف مالیر کوٹلہ رفیق حضرت مسیح موعودؑ نے وفات پائی۔

5,4 جولائی 1930ء حضرت مصلح موعود نے شملہ میں آل مسلم پارٹیز کانفرنس میں شرکت فرمائی۔

7 جولائی 1998ء واہ کینٹ ضلع راولپنڈی میں مکرم محمد ایوب اعظم صاحب کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا گیا۔

7 جولائی 1972ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پانچ سالہ پروگرام کے تحت دس لاکھ کی تعداد میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کا اعلان فرمایا۔

8 تا 10 جولائی 1967ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مغربی جرمنی کا دورہ فرمایا۔

9 جولائی 1957ء عیدالاضحیٰ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ''وقف جدید'' کی تحریک فرمائی۔ پھر جلسہ سالانہ 1957ء کے موقع پر 27 دسمبر کو۔

10 جولائی 1885ء حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں پر سرخی کے چھینٹے پڑنے کا نشان ظاہر ہوا۔

12 جولائی 1907ء حضرت مسیح موعودؑ کو ''مرزا غلام احمد کی جے'' الہام ہوا۔

14 جولائی 1903ء حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب آف افغانستان کو پتھر مار کر راہ مولیٰ میں قربان کر دیا۔

15 جولائی 1982ء کورین زبان میں احمدیہ لٹریچر کا آغاز ایک فولڈر کی اشاعت سے ہوا۔

16 جولائی 1925ء حضرت مصلح موعود نے علماء دیوبند کو تفسیر نویسی میں مقابلہ کا چیلنج دیا۔

17 جولائی 1952ء جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے وزیراعظم پاکستان جناب خواجہ ناظم الدین صاحب سے ملاقات کی۔ وفد کے ارکان حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد۔ مولانا جلال الدین شمس صاحب۔ حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب۔ ملک عبدالرحمٰن خادم صاحب۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ۔

18 جولائی 1997ء بیت النصرت کوپن ہیگن ڈنمارک کی تعمیر کی تیس سالہ تقریب منعقد ہوئی (یاد رہے کہ یہ بیت خالصۃً لجنہ اماء اللہ کی مالی قربانیوں سے تعمیر کی گئی تھی)

19 جولائی 1980ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ہالینڈ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔

20 جولائی 1900ء حضرت مسیح موعودؑ کا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو "تفسیر نویسی کا چیلنج"۔

22 جولائی 1994ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے راونڈا (افریقہ) کے مظلوم عوام کے لئے احباب جماعت کو عطیات دینے کی تحریک فرمائی۔ اپنی طرف سے ایک ہزار پونڈ کے عطیہ کا اعلان فرمایا۔

23 جولائی 1933ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اردو سیکھنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی تحریک فرمائی۔

24 جولائی 1910ء حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد پہلا سفر ملتان کی طرف کیا۔ جو ایک طبی شہادت کے سلسلہ میں تھا۔ آپ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو امیر مقامی مقرر فرمایا۔

25 جولائی 1931ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر منتخب کیا گیا۔

26 جولائی 1940ء حضرت مصلح موعود نے "مجلس انصار اللہ" کا قیام فرمایا۔

27 جولائی 1994ء چار اسیران راہ مولیٰ ساہیوال مکرم رانا نعیم الدین صاحب، مکرم عبدالقدیر صاحب، مکرم محمد حاذق رفیق طاہر صاحب، مکرم محمد نثار صاحب بیت الفضل لندن پہنچے اور ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔

27 جولائی 1997ء جلسہ سالانہ برطانیہ کے آخری دن برطانیہ کے وزیراعظم ٹونی بلیئر کا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کے جلسہ کے لئے برطانیہ کے وزیراعظم نے پیغام بھجوایا۔

28 جولائی 1967ء وانڈز ورتھ ٹاؤن ہال لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خطاب بعنوان "امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ"

29 جولائی 1985ء مکرم محمود احمد صاحب اٹھوال کو بنوں عاقل (سندھ) میں خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا گیا۔

30 جولائی 1993ء الفضل انٹرنیشنل لندن جاری کیا گیا۔ مدیر اعلیٰ رشید احمد چوہدری تھے۔

31 جولائی 1993ء جماعت احمدیہ برطانیہ کے 28ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر دنیا بھر کے 84 ممالک کی 115 قوموں کے دو لاکھ چار ہزار تین سو آٹھ افراد پہلی عالمی بیعت میں شریک ہوئے۔

(ماخوذ از جماعت احمدیہ سے متعلق تاریخی معلومات، صد سالہ تاریخ احمدیت بطرز سوال و جواب، الفضل انٹرنیشنل لندن، روزنامہ الفضل ربوہ)

☆☆☆

غزل

شامِ فراق ، اب نہ پوچھ ، آئی اور آکے ٹل گئی
دل تھا کہ پھر بہل گیا ، جاں تھی کہ پھر سنبھل گئی

بزمِ خیال میں ترے حسن کی شمع جل گئی
درد کا چاند بجھ گیا ، ہجر کی رات ڈھل گئی

جب تجھے یاد کرلیا ، صبح مہک مہک اٹھی
جب ترا غم جگا لیا ، رات مچل مچل گئی

دل سے تو ہر معاملہ کر کے چلے تھے صاف ہم
کہنے میں اُن کے سامنے بات بدل بدل گئی

آخرِ شب کے ہم سفر فیضؔ نجانے کیا ہوئے
رہ گئی کس جگہ صبا ، صبح کدھر نکل گئی

☆☆☆

ضبط کا عہد بھی ہے شوق کا پیمان بھی ہے
عہد و پیماں سے گزر جانے کو جی چاہتا ہے
درد اتنا ہے کہ ہر رگ میں ہے محشر برپا
اور سکوں ایسا کہ مر جانے کو جی چاہتا ہے

(فیض احمد فیض)

تعارف کتب

نزول المسیح

خدام کیلئے ماہ جولائی و اگست میں مُطالعہ کیلئے کتاب نزول المسیح مقرر کی گئی ہے جو روحانی خزائن کی اٹھارویں جلد میں ہے۔ رسالہ دافع البلاء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طاعون کو اپنی صداقت کی علامت قرار دیتے ہوئے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ قادیان طاعون جارف سے محفوظ رہیگی اور مختلف اہل مذاہب کو چیلنج کیا تھا کہ وہ بھی چاہیں تو کسی شہر کے طاعون سے محفوظ رہنے کے متعلق پیشگوئی کر سکتے ہیں۔ مگر جس شہر کے متعلق بھی ایسی پیشگوئی کی جائے گی وہ طاعون کا ضرور شکار ہوگا۔

دافع البلاء کی اشاعت پر ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے قادیان کی حفاظت سے متعلق پیشگوئی کو غلط ثابت کرنے کے لئے جھوٹی اور خلاف واقعہ رپورٹیں شائع کیں اور قادیان کی حفاظت سے متعلق پیشگوئی کو اعتراضات کا نشانہ بنایا۔ تب حضرت اقدس علیہ السلام نے اُن کی ان مفتریات کا جواب اس کتاب میں دیا۔ اسی طرح آپ نے دافع البلاء میں لکھا تھا کہ مسیح موعودؑ امام حسینؓ سے افضل ہے۔ اس پر علی حائری لاہور شیعہ مجتہد نے ایک رسالہ لکھا جس میں امام حسینؓ کو تمام انبیاء سے افضل قرار دیا اور لکھا کہ:۔

''امام حسین کی وہ شان ہے کہ تمام نبی اپنی مصیبتوں کے وقت میں اسی امام کو اپنا شفیع ٹھیراتے تھے اور اُس کی طفیل ان کی مصیبتیں دُور ہوتی تھیں۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ بھی مصیبت کے وقت میں امام حسین کے ہی دست نگر تھے اور آپ کی مصیبتیں بھی امام حسین کی شفاعت سے ہی دور ہوتی تھیں''۔

ان کے اس غیر معقول اور بے دلیل دعویٰ کی حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کتاب میں نہایت احسن طور پر تردید فرمائی۔ اسی اثناء میں پیر مہر علی شاہ کی طرف سے ایک کتاب سیف چشتیائی شائع ہوئی جس میں اُس نے ''اعجاز المسیح'' کے بالمقابل تفسیر لکھنے کی بجائے اعجاز المسیح پر بیہودہ نکتہ چینیاں کی تھیں اور اعجاز المسیح کے چند فقروں کے متعلق لکھا تھا کہ وہ بعض امثلہ عرب اور مقامات حریری سے سرقہ کئے گئے ہیں۔ نیز لکھا تھا کہ چونکہ آپ کی وحی نبوت نہیں کیوں نہ اسے از قبیل اضغاثِ احلام سمجھا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی ان بیہودہ نکتہ چینیوں کا اس کتاب میں مفصل و مدلل اور مسکت جواب دیا ہے۔ اور اپنی وحی کو یقینی اور قطعی رحمانی وحی ثابت کیا ہے اور الہام رحمانی کی گیارہ فیصلہ کن نشانیاں تحریر فرمائی ہیں۔ پھر اپنے یقینی الہامات میں سے جو خوارق اور غیب کی خبروں پر مشتمل تھے۔ ان میں سے بطور نمونہ ایک سو تیس پیشگوئیوں کا جو پوری ہوئیں ذکر فرمایا ہے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب نے جو آپ پر سرقہ کا الزام لگایا تھا اس کا علمی اور تحقیقی جواب دیتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ محل اور موقعہ کے مناسب اقتباس بھی فن بلاغت میں شمار کیا گیا ہے۔ اس طرح توارد بھی مسلمہ ادباء وشعراء ہے اور اسے سرقہ نہیں کہا جاتا۔ ورنہ سرقہ کے الزام سے کوئی نہیں بچا۔ نہ خدا کی کتابیں اور نہ انسانوں کی کتابیں لیکن اس جگہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص تصرف سے یہ انکشاف بھی فرما دیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی جس نے سرقہ کا الزام لگایا تھا وہ خود سارق ثابت ہوا ہے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر نکتہ چینیاں اور اعتراضات کئے تھے وہ درحقیقت مولوی محمد حسن فیضی کے نوٹوں کی ہو بہو نقل تھے جو اس نے

بطور یادداشت کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر لکھے تھے۔ جو پیر صاحب نے اپنی علمیت جتانے کے لئے ان کی طرف منسوب کرنے کی بجائے اپنی طرف منسوب کر کے شائع کر دیئے اور اس کی اطلاع میاں شہاب الدین صاحب اور مولوی کرم دین سکنہ بھیں نے خطوط کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی فضل الدین بھیروی کو دی اور آخر کار وہ اصل کتابیں جن پر محمد حسن فیضی نے نوٹ لکھے تھے خرید کر لی گئیں اور اس طرح پیر مہر علی شاہ صاحب خود سارق ثابت ہوئے اور اس رنگ میں آپ کے الہام انی مھین من اراد اھانتک میں مندرجہ پیشگوئی نہایت شان سے پوری ہوئی۔ حضرت اقدسؑ نے میاں شہاب الدین اور مولوی کرم دین کی وہ خط و کتابت جس میں انہوں نے پیر مہر علی شاہ صاحب کے سرقہ کا ذکر کیا تھا۔ اس کتاب (نزول المسیح) میں شائع کر دی۔ یہ کتاب جولائی اور اگست ۱۹۰۲ء میں زیر تصنیف تھی۔ جس میں ۱۰/اگست ۱۹۰۲ء اور ۲۰ اگست ۱۹۰۲ء کی تاریخ تحریر فرمائی ہے۔ او رساتھ ساتھ یہ کتاب چھپ بھی رہی تھی۔ اسی اثناء میں وہی خطوط جو حضرت اقدسؑ نے اس میں شائع کئے تھے حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے اپنے اخبار الحکم مورخہ ۱۷/ستمبر ۱۹۰۲ء میں شائع کر دیئے۔ جس پر مولوی کرم دین بگڑ گیا کیونکہ اُس نے اپنے ایک خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ مصلحت اِسی میں ہے کہ شائع نہ کیا جائے کیونکہ وہ درحقیقت پیر مہر علی شاہ کے مریدوں سے بہت خائف تھا۔ الحکم میں اس کے خطوط شائع ہونے پر سراج الاخبار جہلم مورخہ ۶/اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ایک خط اور ۱۳/اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ایک قصیدہ مولوی کرم دین صاحب کے نام سے شائع ہوا جس میں اُس نے یہ ظاہر کیا کہ یہ خطوط جعلی اور جھوٹے ہیں۔ اس کے لکھے ہوئے نہیں اور لکھا کہ مرزا غلام احمد صاحبؑ کی ملہمیت کی آزمائش کے لئے مَیں نے انہیں دھوکا دیا تھا وغیرہ۔ اس پر حکیم فضل الدین صاحب مالک و مہتمم ضیاء الاسلام پریس قادیان نے (جن کے نام مولوی کرم دین نے ابتدائی خطوط لکھے تھے) ۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء کو گورداسپور کی عدالت میں ان کے خلاف زیر دفعہ ۴۲۰ استغاثہ دائر کر دیا۔ دوران مقدمہ ۲۲ جون ۱۹۰۳ء کو مولوی کرم دین نے زیر طبع کتاب نزول المسیح کے اوراق پیش کئے اور مستغیث سے تصدیق کروانا چاہی جس پر حکیم فضل الدین صاحبؓ نے ۲۹/جون ۱۹۰۳ء کو زیر دفعہ ۴۱۱ تعزیرات ہند دوسرا استغاثہ دائر کر دیا اور بیان دیا کہ یہ کتاب بحیثیت مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیان میری ملکیت تھی اور چونکہ ابھی تک باضابطہ شائع نہیں ہوئی اس لئے یہ مال مسروقہ ہے اور ملزم کرم دین مال مسروقہ اپنے قبضہ میں رکھنے کا مجرم ہے۔ چونکہ سراج الاخبار کے مضامین میں مولوی کرم دین نے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے خلاف بھی ہرزہ سرائی کی تھی۔ اس لئے شیخ صاحب موصوف نے بھی مولوی کرم دین اور مولوی فقیر محمد صاحب ایڈیٹر و مالک سراج الاخبار کے خلاف زیر دفعات ۵۰۰۔۵۰۱۔۵۰۲ ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کر دیا۔ ان حالات میں جب کہ مولوی کرم دین صاحب اپنے خطوط کے منکر ہو چکے تھے حضرت اقدس المسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب کی اشاعت اس وقت تک مناسب نہ خیال کی جب تک کہ عدالت سے یہ فیصلہ نہ ہو جائے کہ یہ خطوط مولوی کرم دین صاحب کے اپنے لکھے ہوئے ہیں یا نہیں۔ اور اس اثناء میں آپ بعض اور دوسری اہم تصانیف کی طرف متوجہ ہو گئے اور یہ کتاب چھپی ہوئی پڑی رہی۔ جو ٹائٹل پیج طبع کرا کر ۲۵/اگست ۱۹۰۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے عہد سعادت میں پہلی بار شائع ہوئی۔

☆☆☆

قرآن کریم کے متعلق

خدام الاحمدیہ کی ذمہ داری

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی خدام الاحمدیہ کو نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(۱) ہمیں قرآن شریف کے ترجمہ کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ ہماری جماعت میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم نہ آتا ہو۔ اگر ہم کبڈی کے مقابلہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ہم دوڑ کے مقابلہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ کتنے افسوس کی بات ہوگی۔ اگر ہم قرآن شریف کی تعلیم اور اس کے مطالب کو سمجھنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔

(مشعل راہ جلد اوّل صفحہ ۳۹۰۔۳۹۱)

(۲) خدام الاحمدیہ کا اہم فرض یہ ہے کہ اپنے ممبروں میں قرآن کریم باترجمہ پڑھنے اور پڑھانے کا انتظام کریں۔ جماعت کے اندر قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کرنا ان کے پروگرام کا خاص حصہ ہونا چاہیے۔ (مشعل راہ جلد اوّل صفحہ ۳۸۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''خدام الاحمدیہ کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئندہ اشاعت (دین حق) کا بڑا بوجھ آپ کے کندھوں پر پڑنے والا ہے۔ کوئی ایک طفل یا کوئی ایک نوجوان بھی ایسا نہیں ہونا چاہیے جو احمدیت کے مقصد سے غافل رہے اور اس ذمہ داری کی ادائیگی سے غافل رہے جو ہمارے رب نے ہمارے کندھوں پر ڈالی ہے''۔

نیز فرماتے ہیں:۔

''پس خدام الاحمدیہ کی تنظیم اپنے طور پر بحیثیت خدام الاحمدیہ اس بات کا جائزہ لے اور نگرانی کرے کہ کوئی خادم اور طفل ایسا نہ رہے جو قرآن کریم نہ جانتا ہو یا مزید علم حاصل کرنے کی کوشش نہ کرتا ہو''۔

(خطبہ جمعہ۔ ۱۰/اپریل ۱۹۶۶ء)

مسکرائیے

دو آدمیوں کا

بھائی جان: کیا تمہارے ماسٹر صاحب سمجھ گئے تھے کہ ان سوالوں کو حل کرنے میں، میں نے تمہاری مدد کی ہے؟

ارشد: ہاں! وہ کہتے تھے کہ یہ کام دو آدمیوں کا ہے۔ صرف ایک آدمی اتنی غلطیاں نہیں کر سکتا۔

آدمی

ایک صاحب اپنے مکان کے سامنے بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے کہ فقیر نے آ کر سوال کیا۔ انہوں نے ادھر ادھر دیکھا پھر کہنے لگے پھر کسی وقت آنا اس وقت گھر میں کوئی آدمی نہیں ہے۔ فقیر عاجزی سے کہنے لگا۔ جناب! تھوڑی دیر کے لئے آپ ہی آدمی بن جائیں۔

ہاتھی اور چوہے کی ملاقات

ہاتھی اور چوہے کی ملاقات ہوئی اور چوہے نے ہاتھی کی عمر پوچھی۔ ہاتھی نے کہا دو سال۔ چوہا کہنے لگا عمر تو میری بھی اتنی ہے لیکن میں ذرا بیمار شیمار رہتا ہوں۔

ایک سے بڑھ کر ایک

ایک صاحب نے بے نیازی جتانے کے لئے شناسا خاتون کو فون کیا اور کہا میری یادداشت آج کل بہت خراب ہو گئی ہے۔ مجھے یہ تو یاد ہے کہ کل رات میں نے تم سے شادی کی درخواست کی تھی لیکن یہ یاد نہیں آ رہا کہ تم نے حامی بھر لی تھی یا انکار کیا تھا۔ پرسکون لہجے میں جواب ملا۔ اچھا ہوا تم نے فون کر لیا۔ مجھے یہ تو یاد تھا کہ میں نے کل رات شادی کے سلسلے میں کسی کو جواب دیا تھا لیکن کسے دیا تھا یہ یاد نہیں آ رہا تھا۔

سستی

مریض: ڈاکٹر صاحب! ایسی چیز کی ضرورت ہے جس سے میری سستی ختم ہو جائے، میں چاق و چوبند ہو جاؤں۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو جائیں میں لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو جاؤں۔ کیا آپ نے میرے نسخے میں کوئی ایسی چیز شامل کر دی ہے؟

ڈاکٹر: وہ چیز نسخے میں نہیں بل میں شامل کر دوں گا۔

رولیں

ایک بچہ گلی میں کھڑا رو رہا تھا ایک بڑے میاں ادھر سے گزرے انہوں نے کہا میں تمہاری جگہ ہوتا تو یوں نہ روتا۔ بچے نے جواب دیا مجھے تو اسی طرح رونا آتا ہے۔ آپ کا جس طرح جی چاہے رولیں۔

بھاری پتھر

ایک صاحب کو مذاق کرنے کی عادت تھی۔ ایک دن امریکہ میں انہوں نے اپنے ایک دوست کو خط لکھا اور خط میں صرف یہ لکھا کہ میں خیریت سے ہوں۔ کچھ دنوں کے بعد انہیں ایک بڑا پارسل موصول ہوا جسے حاصل کرنے کے لئے انہیں بھاری رقم ادا کرنی پڑی۔ جب پارسل کھول کر دیکھا تو اس میں بہت بڑا پتھر تھا جس پر لکھا تھا کہ آپ کی خیریت کی اطلاع پا کر دل سے بھاری پتھر ہٹ گیا۔

بریک

ایک بزرگ سڑک پر چلے جا رہے تھے کہ اچانک ایک سائیکل سوار ان سے جا ٹکرایا۔ بزرگ فوراً چلائے ہائے مجھے مار دیا کیا تم بریک نہیں مار سکتے تھے؟
سائیکل سوار نے کہا کہ آپ بریک کی بات کر رہے ہیں میں نے تو پوری سائیکل مار دی ہے۔

میری عقلمندی

ایک بیوقوف آدمی کسی کارخانے میں کام کرتا تھا۔ اس کا بایاں ہاتھ مشین میں آ کر کٹ گیا۔ اس کے گھر افسوس کے لئے تمام محلے کے لوگ اور رشتہ دار آئے سب افسوس کر رہے تھے۔ ایک آدمی نے کہا خدا کا شکر ہے کہ دایاں ہاتھ نہیں کٹا کیونکہ زیادہ کام دائیں ہاتھ سے لیا جاتا ہے۔ اس پر بے وقوف فوراً بول پڑا کہ یہ تو میری عقلمندی تھی۔ سب نے حیرانگی سے پوچھا وہ کیسے؟ بیوقوف آدمی بولا۔ اصل میں مشین میں میرا دایاں آیا تھا میں نے فوراً اس کو نکال کر بایاں ہاتھ دے دیا۔

کیا فرق ہے؟

ایک دفعہ ملا نصیر الدین اور ان کے دوست کسی بات پر بحث کر رہے تھے۔ دوست کو غصہ آ گیا تو اس نے کہا تم میں اور گدھے میں کیا فرق ہے؟ ملا نے جواب دیا صرف ایک میز کا فاصلہ ہے۔

مذہب کا ذائقہ

ایک پادری افریقہ کے سفر پر تھا۔ ایک گاؤں میں پہنچا اور گاؤں کے سردار سے پوچھا کیوں بھئی کبھی کسی مذہب کا ذائقہ چکھا ہے؟
سردار بڑے فخر سے بولا۔ کیوں نہیں پچھلے دنوں ایک پادری بھون کر کھایا تھا۔ بڑا مزیدار تھا۔

☆☆☆

ضروری اعلان

مندرجہ ذیل پتہ جات پر ماہنامہ خالد و تشحیذ وصول نہیں کیا جا رہا اور رسالہ واپس دفتر آ جاتا ہے۔ ممکن ہے یہ پتہ جات درست نہ ہوں یا تبدیل ہو گئے ہوں۔ اگر کسی دوست کو اِن احباب کا صحیح پتہ معلوم ہو تو مہربانی فرما کر دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔ مینیجر ماہنامہ خالد و تشحیذ
دفتر ایوان محمود ربوہ دارالصدر جنوبی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

TNO:626 EXP:
KHAN MUMTAZ AHMAD
NIEDER KASSELER STR-31
53842 - TROISDORF GERMANY

TNO:679 EXP: DEC 2001
NAZMA BASHIR
VANBLADS V AG 3
21571 MALMO SWEDEN

TNO:652 EXP:
YAHYA AHMAD BAJWA
BUSGUNDEN - STR - 4
64584 - BIBESHEIM GERMANY

TNO:647 EXP:
NASEEM AHMAD
BROCKES STR - 22
23554 - LUBECK GERMANY

KNO:524 EXP:
WASEEM AHMAD NADEEM
BROCKES STR-22
23554 LUBECK GERMANY

TNO:487 EXP:
SAFEER AHMAD
FALKEN GASSE STR-8
88046 FRIEDRICH SHAFEN GERMANY

KNO:526 EXP:
KHALID MAHMOOD
HEINZAL MANNCHENG
ABC-11 23560-LUBECK GERMANY

KNO:526 EXP:
KHALID MAHMOOD
HEINZAL MANNCHENG
ABC-11 23560-LUBECK GERMANY

K.NO سے مراد خالد نمبر اور T.NO سے مراد تشحیذ الاذہان نمبر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقصد بعثت

تحریرات کی روشنی میں

(مرتبہ: مکرم صباحت احمد چیمہ صاحب)

انبیاء کی مجموعی غرض خدا تعالیٰ کی شناخت

''انبیاء علیھم السلام کی دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں۔ حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد اُن کے آگے ہوتا ہے۔ پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اُس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی۔ یعنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف رہبری کرتا ہوں''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۹-۸)

بعثت کی اصل غرض

''میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم ﷺ کی عزت دنیا میں قائم ہو۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ میری نسبت جس قدر تعریفی کلمات اور تمجیدی باتیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں یہ بھی در حقیقت آنحضرت ﷺ ہی کی طرف راجع ہیں۔ اس لئے کہ میں آپ کا ہی غلام ہوں اور آپ ہی کے مشکوٰۃ نبوت سے نور حاصل کرنے والا ہوں۔ اور مستقل طور پر ہمارا کچھ بھی نہیں اسی سبب سے میرا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ میں مستقل طور پر بلا استفاضہ آنحضرت ﷺ سے مامور ہوں۔ اور خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہوں تو وہ مردود اور مخذول ہے۔ خدا تعالیٰ کی ابدی مہر لگ چکی ہے اس بات پر کہ کوئی شخص وصول الی اللہ کے دروازے سے آ نہیں سکتا بجز اتباع آنحضرت ﷺ کے''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۱۵)

آنحضور ﷺ کی فضیلت کل انبیاء پر

''میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو الگ کیا جاتا اور کل نبیؑ جو اُس وقت تک گذر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ ﷺ نے کی ہرگز نہ کر سکتے۔ اُن میں وہ دِل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبی کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوءِ ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افترا کرے گا۔ میں نبیوں کی عزّت اور حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں لیکن نبی کریم ﷺ کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے اور میرے رگ وریشہ میں ملی ہوئی بات ہے یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۲۰)

مسیحؑ اور مہدیؑ کے دعویٰ کی حقیقت

''عیسیٰ مسیحؑ ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو وحشیانہ حملوں اور خونریزیوں سے روک دوں۔ جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ

کردے گا۔ سو ایسا ہی ہوتا جاتا ہے............ اور محمد مہدیؑ ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں کیونکہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خدائی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بُت پرستوں کے دلوں میں قائم کی تھی سو ایسا ہی مجھے روح القدس سے مدد دی گئی ہے''۔

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۷ ضمیمہ رسالہ جہاد صفحہ ۶۔۷)

عیسائیوں پر گواہ

''اس زمانے کے عیسائیوں پر گواہی دینے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں لوگوں پر ظاہر کروں کہ ابن مریم کو خدا ٹھہرانا ایک باطل اور کفر کی راہ ہے۔ اور مجھے اس نے اپنے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف فرمایا ہے اور مجھے اُس نے بہت سے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے اور میری تائید میں اُس نے بہت سے خوارق ظاہر فرمائے ہیں اور درحقیقت اس کے فضل و کرم سے ہماری مجلس خدا نما مجلس ہے''۔

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۳ صفحہ ۵۵ کتاب البریہ صفحہ ۳۷)

تثلیث کی خرابیوں کی اصلاح

''میں تثلیث کی خرابیوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اس لئے یہ دردناک نظارہ کہ ایسے لوگ دنیا میں چالیس کروڑ سے بھی کچھ زیادہ پائے جاتے ہیں۔ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا سمجھ رکھا ہے۔ میرے دل پر اس قدر صدمہ پہونچاتا رہا ہے کہ میں گمان نہیں کرسکتا کہ مجھ پر میری تمام زندگی میں اِس سے بڑھ کر کوئی غم گزرا ہو...... ایک زمانہ گذر گیا۔ کہ میرے پنج وقت کی یہی دعائیں ہیں کہ خدا ان لوگوں کو آنکھ بخشے اور وہ اس کی وحدانیت پر ایمان لاویں اور اس کے رسول ﷺ کو شناخت کرلیں اور تثلیث کے اعتقاد سے توبہ کریں''۔ (تبلیغ رسالت جلد ہشتم اشتہار نمبر ۲۱۱)

مسیح موعودؑ کے وجود کی علت غائی

''مسیح موعود کے وجود کی علت غائی احادیث نبویہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عیسائی قوم کے دجل کو دُور کرے گا اور اُن کے صلیبی خیالات کو پاش پاش کرکے دکھلا دے گا۔ چنانچہ یہ امر میرے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نے ایسا انجام دیا کہ عیسائی مذہب کے اصول کا خاتمہ کر دیا۔ مَیں نے خدا تعالیٰ سے بصیرت کاملہ پاکر ثابت کردیا کہ وہ لعنتی موت کو جو نعوذ باللہ حضرت مسیحؑ کی طرف منسوب کی جاتی ہے جس پر تمام مدار صلیبی نجات کا ہے وہ کسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی۔ اور کسی طرح لعنت کا مفہوم کسی راستباز پر صادق نہیں آسکتا۔ چنانچہ فرقہ پادریاں اس جدید طرز کے سوال سے جو حقیقت میں اُن کے مذہب کو پاش پاش کرتا ہے ایسے لاجواب ہوگئے کہ جن جن لوگوں نے اس تحقیق پر اطلاع پائی ہے وہ سمجھ گئے ہیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی تحقیق نے صلیبی مذہب کو توڑ دیا ہے۔ بعض پادریوں کے خطوط سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس فیصلہ کرنے والی تحقیق سے نہایت درجہ ڈر گئے ہیں اور وہ سمجھ گئے ہیں کہ اس سے ضرور صلیبی مذہب کی بنیاد گرے گی۔ اور اس کا گرنا نہایت ہولناک ہوگا''۔

(روحانی خزائن جلد ۱۳، کتاب البریہ حاشیہ ۲۶۲)

علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی قائم کرنا

''اب اتمام حجت کے لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اُسی کے موافق جو ابھی مَیں نے ذِکر کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اِس زمانہ کو تاریک پاکر اور دُنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کرکے مجھے بھیجا ہے تاکہ وہ دوبارہ

دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو اُن لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اِس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۱)

خدا اور مخلوق میں محبت اور اخلاص کا تعلق

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے۔ اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے"۔ (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۸۰، لیکچر لاہور صفحہ ۳۴)

دین حق کی سچائی ثابت کرنا

"یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچاوے کہ دنیا کے تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۶ حجۃ الاسلام صفحہ ۱۲)

اللہ نے غلبۂ توحید کے لئے بھیجا ہے

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو"۔ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ الوصیت صفحہ ۸، ۹)

قرآن مجید کے خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کرنا

"خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے کہ مَیں اُن خزائن مدفونہ کو دُنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے۔ اُس سے ان کو پاک صاف کروں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اِس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے منزہ و مقدس کرے"۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۸)

کسر صلیب اور قتل خنزیر

"اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں بسط تمام مندرج ہے۔ حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا۔ تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ مَیں آسمان سے اُترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے اور اگر مَیں چپ

بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے۔ اور اُن کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں"۔ (روحانی خزائن جلد نمبر۳ صفحہ۱۱، فتح اسلام صفحہ۱۱ حاشیہ)

تجدید دین

"جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پاکر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ...... اِس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب میں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں۔ اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔ اور اُن کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں۔

(روحانی خزائن جلد نمبر۲۰ صفحہ۳ تذکرۃ الشہادتین صفحہ۳)

بطور حکم کے

(ترجمہ) "خدا تعالیٰ نے مجھے اس غرض سے بھیجا ہے کہ تا میں عیسائیوں کے قلعوں کو ان سے چھڑالوں اور دور کے لوگوں کو قریب بلاؤں اور سرکشوں کو خبردار کروں اور تا اختلاف اٹھ جائے اور قرآن مجید ہی سب کا آستانہ اور دین کا قبلہ ہو...... اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں میں بطور حکم کے مبعوث کیا ہے"۔

(روحانی خزائن جلد۵ آئینہ کمالات اسلام صفحہ۵۶۰)

طاہر ہومیو پیتھک ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے مریضوں کے لئے سہولت

ڈاکٹر وقار منظور بسراء صاحب سے علاج کے سلسلہ میں مریض اپنی باری (Appointment) کیلئے آنے سے ایک ہفتہ قبل خود آکر یا فون نمبر 04524-213898 پر دِن 9:30 بجے سے لیکر 1:30 بجے دوپہر رابطہ کر کے وقت لے سکتے ہیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

واقفین نو کے لئے اعلان

1- اس سال میٹرک کا امتحان دینے والے ایسے واقفین نو طلباء جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ داخلہ کے لئے ابھی سے اپنی درخواست والد/سرپرست کی تصدیق کے ساتھ اور مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو ارسال کریں تا کہ داخلہ کے انٹرویو سے پہلے ضروری دفتری کارروائی مکمل کی جاسکے۔ درخواست میں نام، ولدیت، تاریخ پیدائش، مکمل پتہ اور حوالہ وقف نو درج کریں۔ میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ (حاصل کردہ نمبر/گریڈ) کی اطلاع دیں۔ داخلہ کے لئے انٹرویو 10 اگست 2002ء صبح 8 بجے ہوگا۔

2- قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔ جماعتی کتب خصوصاً سیرت النبیؐ، سیرت حضرت مسیح موعودؑ، مختصر تاریخ احمدیت، کامیابی کی راہیں، دینی معلومات شائع کردہ خدام الاحمدیہ نیز روزنامہ الفضل اور جماعتی رسالہ جات کا مطالعہ کرتے رہیں"۔ (وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

ایچ آئی وی انفیکشن اور ایڈز

(HIV INFECTION (HUMAN IMUNODEFICIENCY VIRUS INFECTION) AND AIDS (ACQUIRED IMMUNODEFECIENCY SYNDROME)

(مکرم ڈاکٹر فہیم اقبال صاحب۔ مردان)

تعارف

ایڈز ایک ایسی بیماری ہے جو ایچ آئی وی وائرس کی ہمارے بدن میں موجودگی سے ہوتی ہے۔ یہ انسان کی قوت مدافعت کو مفلوج کر کے رکھ دیتی ہے۔ ایچ آئی وی ایک بہت چھوٹا وائرس ہوتا ہے۔ یہ وائرس انسان کو اس وقت متاثر کرتا ہے جب یہ کسی نہ کسی طریقے سے اس کے جسم میں داخل ہو جائے۔ ایڈز انسانی جسم کو ایک طرح سے کھوکھلا کر دیتا ہے اور اس قدر کمزور کر دیتا ہے کہ انسانی جسم کسی بیماری کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ ایک عام نمونیا بھی ایڈز کے مریض کو ہلاک کر دیتا ہے کیونکہ انسانی جسم کسی بیماری کے خلاف دفاع نہیں کر سکتا۔ یوں سمجھ لیجئے کہ ایڈز انسان کو خود ہلاک نہیں کرتا بلکہ اس کے دفاعی نظام کو ناکارہ بنا کر اس حد تک کمزور کر دیتا ہے کہ بہت سی بیماریاں اس پر حملہ آور ہو کر اسے عدم آباد پہنچا دیتی ہیں۔

تاریخ وحقائق

روایت ہے کہ کرۂ ارض پر ایڈز کا پہلا مریض ایک افریقی باشندہ تھا جو ۱۹۵۹ء میں ہلاک ہو گیا۔ ایچ آئی وی کی ابتداء کہاں سے ہوئی اس کا اندازہ لگانے کے لئے سائنسدانوں نے ۱۹۵۹ء سے ۱۹۸۲ء تک افریقہ میں خون کے ۱۲۰۰ سے زائد نمونوں پر تحقیق کی بالآخر پتہ چلا کہ زائر کے دارالحکومت کنساشا کے قریب رہنے والے ایک قبائلی شخص میں پہلی بار ایچ آئی وی کی علامات پائی گئی تھیں ایڈز کو علیحدہ مرض کی حیثیت سے ۱۹۸۱ء میں جانا گیا۔ جب افریقہ میں ایڈز کا پہلا واقعہ جون ۱۹۸۱ء میں سائنسدانوں کے علم میں آیا (طبی تحقیق کرنے والوں کا کہنا ہے کہ امریکا میں اس کا پہلا شکار گیٹن ڈوگاس نامی ایک شخص تھا جس نے تین برس کے دوران ایڈز کا مرض لگ بھگ ۵۰ افراد میں منتقل کیا) دو سال بعد ۱۹۸۳ء میں معلوم ہوا کہ یہ مرض ایچ آئی وی وائرس سے پھیلتا ہے۔ پاکستان میں ایڈز کا پہلا کیس ۱۹۸۷ء میں منظر عام پر آیا۔

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق دنیا میں ۲۰۰۰ء تک ایڈز کے وائرس کے متاثرہ افراد کی تعداد ۲۶ ملین تھی۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت دنیا میں ان بچوں کی تعداد ۴۵ لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے جن کے بدن میں ایڈز کی صورت میں موت کا پیغام موجود ہے۔ یہ وہ بچے ہیں جنہیں پیدائش کے وقت یہ مہلک تحفہ اپنی ماؤں سے ورثے میں ملا۔ ان میں سے بیشتر بچے مغربی ممالک اور افریقہ میں موجود ہیں۔

ایچ آئی وی وائرس سے متعلق معلومات

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ ایڈز کا وائرس پہلی بار ۱۹۸۳ء میں دریافت ہوا اس کے کچھ ہی عرصہ بعد افریقہ میں ایک اور وائرس دریافت ہوا جو کہ ساخت میں پہلے سے دریافت شدہ وائرس سے قدر مختلف تھا لیکن انسانی جسم پر اس کا اثر پہلے وائرس جیسا ہی تھا چنانچہ اوّل الذکر کو HIV-1 اور

موخرالذکر کو HIV-2 کا نام دے دیا گیا۔ HIV-2 وائرس کا شکار ہونے والے زیادہ تر افراد کا تعلق مغربی افریقہ سے ہے۔ HIV-1 وائرس کی دس subtypes اب تک دریافت ہو چکی ہیں جنہیں بالترتیب A سے J تک کی علامات دی گئی ہیں جبکہ HIV-2 پر تحقیق کا کام ابھی جاری ہے۔

یہ بیماری کیسے لگتی ہے؟

ہم میں سے کوئی بھی شخص اس بیماری کے مریض کے ذریعے اس جال میں پھنس سکتا ہے۔ عام طور پر اس بیماری کے منتقل ہونے کے معروف طریقے چند ہیں۔ سب سے اہم تو عورت اور مرد کے غیر محفوظ جنسی تعلقات ہیں۔ غیر محفوظ جنسی تعلقات کے ذریعہ یہ بیماری ایک فرد سے دوسرے فرد کو منتقل ہو جاتی ہے امریکا اور دیگر ممالک میں اس قسم کے لاکھوں کیس سامنے آ چکے ہیں۔ ایچ آئی وی کا خوفناک وائرس خون میں بھی موجود رہتا ہے۔ اگر آپ کسی آپریشن یا طبی ایمر جنسی کے دوران کسی ایڈز زدہ فرد کا خون لگواتے ہیں تو یہ وائرس خاموشی سے آپ کے خون میں منتقل ہو سکتا ہے۔

اسی طرح انجکشن کے ذریعہ منشیات لینے میں بھی یہ خطرہ موجود ہوتا ہے۔ منشیات کے عادی لوگ جب نشہ آور دوا کا انجکشن لگواتے ہیں تو سوئی یا ٹیوب کے اندر خون کی معمولی مقدار رہ جاتی ہے ایسی صورت میں ایڈز کے وائرس سے متاثرہ شخص دوسرے شخص کو وائرس منتقل کر سکتا ہے۔ ایسے خون کا ایک قطرہ بھی جراثیم منتقل کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ سرنجوں اور سوئیوں کو محض دھو لینے سے ایچ آئی وی کے جراثیم ختم نہیں ہوتے۔ اسی طرح ناک اور کان چھدوانے کی سوئیوں کے ذریعے بھی ایچ آئی وی کے جراثیم ایک سے دوسرے فرد کو منتقل ہو سکتے ہیں۔ اگر انہیں استعمال کے بعد باقاعدہ سائنسی طریقے سے اچھی طرح صاف نہ کیا گیا ہو۔

ماہرین کہتے ہیں کہ اس طرح دندان سازوں کے اوزار بھی اچھی طرح صاف ہونے چاہئیں ورنہ جراثیم ایک دوسرے کو منتقل ہونے کا خدشہ ہو سکتا ہے۔

اسی طرح آنے والا بچہ پیدائش سے پہلے یا پیدائش کے وقت اپنی ایڈز زدہ ماں سے یہ وائرس حاصل کر سکتا ہے اگرچہ تمام بچے ماں کے ذریعے ایچ آئی وی حاصل نہیں کرتے لیکن پھر بھی اس کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ ایچ آئی وی یا ایڈز سے متاثرہ بچے بہت زیادہ کمزور ہوتے ہیں۔ اور یہ بچے جلد بیمار ہو کر موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔

وائرس کیسے ہمارے جسم پر اثر انداز ہوتا ہے؟

یہ خوفناک وائرس ایک عجیب و غریب طریقے سے ہمارے جسم پر وار کرتا ہے یہ مت سمجھئے کہ ادھر کسی کے بدن میں ایچ آئی وی وائرس گیا ادھر وہ ایڈز کا مریض بن کر موت کا شکار ہوا۔ وائرس بدن میں جا کر خاموشی سے بیٹھ جاتا ہے۔ متاثرہ لوگ بالکل نارمل نظر آتے ہیں۔ پوری طرح صحت مند ہوتے ہیں۔ ایک عام زندگی گزارتے رہتے ہیں کئی ماہ بلکہ کئی سال بعد وہ ایڈز کی کیفیت سے دوچار ہوتے ہیں۔ یعنی بیمار ہونے سے پہلے وہ کئی برس تک ایڈز کے جراثیم اپنے جسم میں لئے پھرتے ہیں کچھ لوگ تین چار سال بعد بیمار ہوتے ہیں کچھ لوگ آٹھ دس سال بعد ایڈز کی زد میں آتے ہیں یہی شائد اس بیماری کے عالمگیر فروغ کا اصل سبب ہے بظاہر نارمل زندگی گزارنے والا کوئی بھی شخص، جس کے جسم میں ایچ آئی وی وائرس موجود ہے دیگر لوگوں کو یہ وائرس منتقل کر سکتا ہے۔ جسم میں مختلف ذرائع سے داخل ہونے کے بعد ایڈز کے وائرس کا سب سے بڑا ہدف ہمارے خون میں موجود T-Lymphocytes ہوتے ہیں جو کہ ہمارے جسم کے دفاعی نظام کا بہت بڑا اور اہم ذریعہ ہیں۔ ایک

مشکل اور پیچیدہ عمل کے بعد آہستہ آہستہ یہ جسم میں موجود تمام T-lymphocytes پر قابو پا کر انہیں ناکارہ بنا دیتے ہیں جب کہ خود ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ T-Lymphocytes کے ساتھ ساتھ یہ جسم میں موجود دفاعی نظام کے دوسرے کئی خلیوں (Cells) کی کارکردگی کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ نتیجہ میں ہمارا جسم کسی بھی بیماری یا انفیکشن کے خلاف مزاحمت کے قابل نہیں رہتا اور کوئی معمولی انفیکشن بھی جسے عام حالات میں ہم زیادہ اہمیت نہ دیتے ہوں ہمیں موت کی آغوش تک لے جاتا ہے۔

ایڈز کی علامات

ایچ آئی وی سے متاثرہ افراد میں اکثر اوقات ایک لمبے عرصے تک جو کہ مہینوں اور سالوں پر مبنی ہے، کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی۔ کئی افراد میں وائرس کے جسم میں داخل ہونے کے بعد ابتدائی علامات ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ کچھ علامات وہ ہیں جو بلاواسطہ ایچ آئی وی وائرس کے مدافعاتی نظام پر اثر انداز ہونے کے بعد Secondary symptoms and deseases کے طور پر سامنے آتی ہیں اور پھر ضروری نہیں کہ جو علامات ایک ایڈز زدہ مریض میں ظاہر ہوں وہی دوسرے مریض میں بھی موجود ہوں۔ اکثر اوقات بیماری کی شکل مختلف لوگوں میں مختلف ہوتی ہے چنانچہ آسانی کے لئے ایڈز زدہ مریضوں کو چار گروپوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے:-

گروپ A

۵۰ فیصد مریضوں میں ایچ آئی وی کے جسم میں داخل ہونے کے چھ ہفتوں بعد مندرجہ ذیل علامات ظاہر ہوتی ہیں۔

بخار، راتوں کو پسینہ آنا، کمزوری اور سستی، بھوک نہ لگنا، متلی ہونا، جوڑوں اور پٹھوں میں درد، سر درد، فوٹو فوبیا، گلے میں درد اور خراش Lymph nodes کا بڑھ جانا اور پورے جسم میں مختلف قسم کے چھوٹے بڑے دانے اور پھنسیاں نکل آنا وغیرہ۔

گروپ B

اس گروپ میں وہ ایڈز زدہ مریض شامل ہیں جن میں کسی بھی قسم کی کوئی علامات ظاہر نہیں ہوتیں۔ ایسی حالت مہینوں اور سالوں پر محیط ہو سکتی ہے صرف خون کے ٹیسٹ کروا کر ہی پتہ چل سکتا ہے کہ جسم میں ایچ آئی وی وائرس موجود ہے یا نہیں۔ اس لئے چاہیے کہ سال میں کم از کم ایک دفعہ ایک خاص ٹیسٹ کروایا جائے جس سے پتہ چل سکے کہ آیا خون میں ایچ آئی وی وائرس موجود ہے یا نہیں جسم میں ایچ آئی وی وائرس کی موجودگی کا یقین اس وائرس کے بدن میں پہنچنے کے ہر ماہ بعد ہی ہو سکتا ہے۔ غیر محفوظ جنسی تعلقات قائم کرنے یا متاثرہ خون لگوانے یا متاثرہ سرنج وغیرہ استعمال کرنے کے تین ماہ بعد تک ایچ آئی وی وائرس اگرچہ خون میں موجود ہوتا ہے لیکن خون کے ٹیسٹ سے اس کا پتہ نہیں چلایا جا سکتا۔ البتہ اگر ۳ ماہ بعد ٹیسٹ کروایا جائے تو یہ وائرس موجود نظر آتا ہے۔

گروپ C

اس گروپ میں وہ مریض شامل ہیں جن میں ہر ماہ یا اس سے زائد عرصہ کے لئے جسم میں موجود کم از کم 2 گروپوں کے Lymph Nodes بڑھے رہیں۔ ایسے لوگوں میں مزید کسی علامت کی تشخیص نہیں ہو پاتی۔ اس کیفیت کو Persistant Generalized Lymphadenophathy کہتے ہیں۔ بیماری کی شدت کے ساتھ ساتھ Nodes سائز میں کم ہوتے جاتے ہیں۔

گروپ D

اس گروپ میں موجود مریضوں کی قوت مدافعت انتہائی حد تک متاثر ہو چکی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان میں کئی بیماریاں زور پکڑ گئی ہوتی ہیں۔اور دراصل اسی سٹیج کا نام ایڈز ہے۔ اس سے پہلے تک کی علامات ظاہری و باطنی HIV-Infection کے زمرے میں آتی ہیں۔

ان بیماریوں کو Secondary Diseases کہا جاتا ہے جس میں مختلف قسم کی بیماریاں شامل ہیں۔جن میں سرفہرست اعصابی بیماریاں (Neurological Diseases) ہیں اس کے علاوہ آنکھیں اور جلد متاثر ہوتی ہیں نمونیا اور دوسرے کئی قسم کے انفیکشن ہو جاتے ہیں جو علاج کرنے سے بھی ٹھیک نہیں ہوتے۔ ٹیومرز اور کینسر بھی ایڈز کی اس سٹیج میں عام ہوتے ہیں اور یہی بیماریاں بالآخر انسان کو موت کی دہلیز تک پہنچا دیتی ہیں۔

دنیا کو آج تک جن وباؤں نے بالعموم پریشان کر رکھا تھا ان میں چیچک، طاعون، خسرہ اور پولیو شامل تھیں۔ میڈیکل سائنس کی ترقی اور طبی تحقیق کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ ان پر قابو پا لیا گیا۔ مغربی سائنسدان ۱۹۷۰ء کے عشرے میں یہ دعویٰ کرنے لگے کہ صدی کے اختتام تک دنیا میں کوئی ایسی بیماری نہ رہے گی جس کا علاج دستیاب نہ ہو لیکن ۱۹۸۱ء میں ایڈز کی وباء نے اس دعوے کو غلط ثابت کر دیا۔ آج اس بیماری کو منظر عام پر آئے بیس برس سے زیادہ گزر چکے ہیں۔ لیکن ہزاروں سائنسدانوں کی شب و روز محنت اور اربوں ڈالرز کے تحقیقی پروگراموں کے باوجود اب تک اس سے بچاؤ کی ویکسین تلاش نہیں کی جا سکی ہے۔

☆☆☆

غزل

اِک پیار کی نیا بہتی ہے مرے من کے گہرے دریا میں
ہم آس لگائے بیٹھے ہیں کب من کی مرادیں بر آویں
جب پریت بڑھی وہ دُور گئے ، پر ہو کے بہت مجبور گئے
یہی سوچ کے دل گھبرائے ہے اور آنکھیں میری بھر آویں
وہ سات سمندر پار گیا دل لیکن ہم پر وار گیا
اب اذنِ الٰہی ہو جاوے محبوب ہمارے گھر آویں
اے صبح و مسا! کچھ تُو ہی بتا کیوں طارق کو ہے روگ لگا
وہ آ جاویں یا ہم جاویں اور دل کی باتیں کر آویں

(طارق محمود۔نواب شاہ)

ضروری اعلان

بیرون از پاکستان خریداران سے التماس ہے کہ آپ کے پتہ کی چٹ پر آپ کا خریداری نمبر اور مدت خریداری دی ہوئی ہے۔ جن خریداران کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ان کی مدت خریداری کے ساتھ سرخ رنگ کا نشان لگا ہوا ہے۔ براہ مہربانی اسے دیکھتے ہوئے اپنے چندہ کی فوری ادائیگی کر دیں۔ شرح چندہ:- 1500 پاکستانی روپے

چندہ بنک ڈرافٹ یا بذریعہ چیک بنام مینیجر ماہنامہ خالد / تشحیذ ایوان محمود ربوہ کے ایڈریس پر بھجوائیں۔ جزاکم اللہ

اگر آپ چندہ کی بروقت ادائیگی نہیں کر سکتے تو براہِ مہربانی بذریعہ خط ہمیں مطلع کر دیں کہ آپ چندہ بعد میں ادا کر دیں گے۔ اس پر آپ کا رسالہ جاری رکھا جائے گا۔

مینیجر ماہنامہ خالد / تشحیذ

"وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"

(مکرم محمود مجیب اصغر صاحب۔ ربوہ)

پیشگوئی مصلح موعود تقریباً باون جزئیات یا نشانات پر مشتمل ہے اور ایک حیرت انگیز اور عظیم الشان پیشگوئی ہے بلکہ پیشگوئیوں کا ایک مجموعہ ہے جن کا براہ راست تعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نوراللہ مرقدہ کی مبارک ذات سے ہے اور نتیجتاً دین کے استحکام اور عالمگیر غیر معمولی ترقی سے ہے۔

اس پیشگوئی کا ایک فقرہ یہ ہے کہ:-

"وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"

پیشگوئی کا یہ حصہ کئی شکلوں میں پورا ہوا ہے ایک شکل اس کی یہ بنتی ہے کہ یہ پیشگوئی حضرت مصلح موعود خلیفہ ثانی کے فرزند اکبر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نوراللہ مرقدہ کے وجود مبارک سے بھی پوری ہوئی۔ چنانچہ ۱۹۶۵ء کے جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے "پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق" کے موضوع پر جو علمی تقریر فرمائی تھی اس میں پیشگوئی مصلح موعود کے اس حصے کا اپنی ذات میں پورا ہونے کا اِن الفاظ میں اعلان فرمایا:-

"پھر خدا نے فرمایا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ ایک ہی پیشگوئی بعض دفعہ کئی واقعات پر مشتمل ہوتی ہے۔ کئی لحاظ سے یہ پیشگوئی پہلے بھی پوری ہو چکی ہے لیکن اس کے ایک معنے یہ بھی تھے کہ جن چار لڑکوں کی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشارت دی تھی ان میں سے چوتھا لڑکا حضرت مصلح موعود...... کے صلب سے پیدا ہوگا اور وہ بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا جیسا کہ خود حضرت مصلح موعود نے بھی تحریر فرمایا ہے۔ سو اس لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی"۔ (خطاب جلسہ سالانہ ربوہ ۲۱ دسمبر ۱۹۶۵ء)

حضرت مسیح موعود کے مبشر بیٹے (نسل سیدہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چار مبشر بیٹے عطا کئے گئے جو کہ نسل سیدہ ہیں۔

۱۔ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب

۲۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

۳۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب

۴۔ حضرت مرزا مبارک احمد صاحب

چوتھا بیٹا "مبارک احمد" آٹھ سال کی عمر میں ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو بچپن ہی میں فوت ہوگیا۔ اس بچے کی وفات کے بعد جو الہامات ہوئے ان میں سے ۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء کا یہ الہام غور طلب ہے:

انا نبشرک بغلام حلیم
ینزل منزل المبارک
ساقیا آمدن عید مبارک بادت

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۷۳۵)

ترجمہ "ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوش خبری دیتے ہیں وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔ اے ساقی! عید کا آنا مبارک ہو"۔

ایک اور الہام میں اس بیٹے کا نام یحییٰ بتایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ زندہ رہنے والا یعنی بچپن میں فوت نہیں ہوگا۔ بڑے تین بیٹوں کی طرح زندہ رہے گا اور لمبی عمر پائے گا۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی وضاحت

مَنزِلَ المُبارَك

خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب کے استفسار پر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مراسلہ میں تحریر فرمایا:۔

''......حضرت اماں جان ناصر احمد کو بچپن میں اکثر یحیٰ کہا کرتیں اور فرماتی تھیں کہ یہ میرا مبارک ہے یحیٰ ہے جو مجھے بدلہ مبارک کے ملا ہے۔

مبارک احمد کی وفات کے بعد کے الہامات بھی شاہد ہیں کہ ایک بار میرے سامنے بھی مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اماں جان سے بڑے زور سے اور بڑے یقین دلانے والے الفاظ میں فرمایا تھا کہ تم کو مبارک کا بدلہ جلد ملے گا۔ بیٹے کی صورت میں یا نافلہ (پوتے) کی صورت میں۔

مجھے مبارک کی وفات کے تین روز بعد ہی خواب آیا کہ مبارک احمد تیز تیز قدموں سے آ رہا ہے اور دونوں ہاتھوں پر ایک بچہ اُٹھائے ہوئے ہے۔ اس نے آ کر میری گود میں وہ بچہ ڈال دیا اور وہ لڑکا ہے اور کہا ''لو آپا یہ میرا بدلہ ہے'' (یہ فقرہ وہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا)۔ میں نے جب یہ خواب صبح حضرت اقدس کو سنایا تو آپ بہت خوش ہوئے مجھے یاد ہے کہ آپ کا چہرہ مبارک مسرت سے چمک رہا تھا اور فرمایا تھا کہ ''بہت مبارک خواب ہے''۔ آپ کی بشارتوں اور آپ کے کہنے کی وجہ تھی کہ ناصر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کو اماں جان نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ اماں جان کے ہی ہاتھوں میں ان کی پرورش ہوئی۔ شادی بیاہ بھی انہوں نے کیا اور کوٹھی بنا کر دی (النصرت)۔ تمام پاس رہنے والے جو زندہ ہوں گے اب بھی شاہد ہوں گے کہ حضرت اماں جان ''ناصر'' کو ''مبارک'' سمجھ کر اپنا بیٹا ظاہر کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں ''یہ تو میرا مبارک ہے......''

(بحوالہ بشارات ربانیہ مولفہ مولانا جلال الدین شمس صاحب صفحہ ۱۸)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی رائے

محترم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب جو تعلیم الاسلام کالج قادیان سے لے کر آخر تک حضرت مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کے قریبی Colleague رہے انہوں نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے ایک خطاب کا اپنے ایک مضمون میں ذکر کیا ہے جو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد روزنامہ الفضل ربوہ ۱۴ دسمبر ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا اس میں بھی ایسی ہی رائے کا اظہار کیا گیا ہے۔

حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث نے خود بھی اپنی خلافت کے آخری سالوں کے جلسہ سالانہ کے ایک افتتاحی خطاب میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے اپنے الفاظ یہ ہیں:۔

''میں خود ایک الہام کی تشریح کے مطابق (رفقاء) میں شامل ہوں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب...... کہتے تھے کہ تم بھی رفقاء مسیح موعود علیہ السلام میں سے ہو لیکن میری پیدائش تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد کی ہے''۔

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۸ء)

دراصل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طبیعت میں بہت حجاب تھا اور آپ نے چند بار صرف اشارتاً ہی ان باتوں کا ذکر کیا ہے لیکن ان تحریرات اور حوالوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ وہ ''تین کو چار کرنے والا ہوگا'' الہام آپ کی ذات میں بھی پورا ہوا۔

حضرت سیدہ اُمّ متین صاحبہ کی ایک روایت

حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ کو بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ آپ حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم حرم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھائی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی بیٹی تھیں اور حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی کے حرم میں آ کر ''خواتین مبارکہ'' میں شامل ہوئیں۔ سالہا سال وہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی صدر رہیں اور سلسلہ کے لئے بے شمار علمی اور دیگر خدمات کی سعادت حاصل کر کے اپنے مولیٰ حقیقی کے پاس پہنچیں وہ اپنے بچپن کا ذکر کر کے تحریر فرماتی ہیں:-

''میرا بچپن حضرت ابا جان (ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب) کی ملازمت کی وجہ سے قادیان سے باہر ہی گذرا لیکن چھٹی لے کر کبھی جلسہ سالانہ پر کبھی اور دنوں میں سال میں ایک مرتبہ ابا جان ضرور قادیان آیا کرتے تھے اور حضرت اماں جان کے پاس قیام ہوتا تھا۔ ایک دفعہ لمبے عرصے کے بعد قادیان میں اس گھر میں رہے جس میں بعد میں حضرت سیدہ ام طاہر رہا کرتی تھیں۔ اس وقت پہلی بار حضرت مرزا ناصر احمد کو حضرت اماں جان کے گھر دیکھا اور یہی سمجھا کہ حضرت اماں جان کے بیٹے ہیں۔ ذرا بڑی ہوئی تو معلوم ہوا کہ بیٹے نہیں پوتے ہیں لیکن اماں جان کی آغوش محبت میں پلے ہیں اور آپ کے پاس ہی رہتے ہیں''۔

(ماہنامہ مصباح۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نمبر دسمبر ۱۹۸۲ء جنوری ۱۹۸۳ء صفحہ ۷۲)

مکرم مرزا وسیم احمد صاحب کی ایک روایت

مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

''تقسیم ملک سے قبل اس عاجز کو حضرت (اماں جان) کو روزانہ بعد نماز فجر قرآن مجید پڑھ کر سنانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ انہیں دنوں جب کہ میں آپ کو قرآن مجید پڑھ کر سنایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے بڑے صاحبزادہ محترم انس احمد صاحب کو سیر و تفریح کے دوران سر پر شدید چوٹ لگی۔ محترم صاحبزادہ صاحب کی تیمارداری کے لئے ہم بھائیوں کی جو ہم عمر تھے یعنی صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب وغیرہ کی ڈیوٹی لگتی تھی۔ ڈاکٹری ہدایات کے ماتحت مریض بچے کے پاس ہر وقت کسی کا موجود رہنا ضروری تھا ہماری ڈیوٹی دن رات بدلتی رہتی تھی۔ چنانچہ ایک دن قرآن مجید سنانے کے بعد حضرت (اماں جان) نے فرمایا:

تم میرے بیٹے کے بیٹے کی تیمارداری میں لگے ہو تمہارے لئے دعا کرتی ہوں۔ حضرت (اماں جان) کے دل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے بے پناہ محبت تھی اور آپ کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ یہی محبت آپ کی اولاد کی طرف بھی منتقل ہوئی جس کا اظہار حضرت (اماں جان) نے اس عاجز سے کیا۔ جہاں تک میرا خیال ہے حضرت (اماں حان) شروع سے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پانچواں بیٹا (چوتھے بیٹے کا نعم البدل۔ ناقل) خیال فرماتی تھیں۔ جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب ''مواھب الرحمٰن'' میں فرمایا کہ۔

وبشرنی بخامس فی حین من الاحیان

(اور اللہ تعالیٰ نے کسی آئندہ وقت میں نافلہ کے طور پر مجھے ایک پانچویں بیٹے کی بشارت دی ہے)

چنانچہ آپ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو جو بعد میں خدا کی بشارت کے مطابق خلیفۃ المسیح الثالث بنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پانچواں بیٹا سمجھتی تھیں''۔

(سہ ماہی مشکوٰۃ قادیان حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نمبر دسمبر ۱۹۸۲ء جنوری ۱۹۸۳ء صفحہ ۹)

☆☆☆

آخری پتا

(ترجمہ وتلخیص۔ شاہد محمود احمد، راولپنڈی)

ایک تین منزلہ مقبوضہ عمارت کی سب سے اوپر والی منزل پر (سو) Sue اور (جونسی) Johnsy کا سٹوڈیو تھا دونوں دوست مختلف شہروں کی رہنے والی تھیں۔ ان کے آرٹ دستر خوان اور فیشن کے ذوق کا اشتراک ان کے مشترکہ سٹوڈیو پر منتج ہوا۔ نومبر میں ایک بے رحم اجنبی جسے نمونیا کہتے تھے نے دبے پاؤں آکر Sue اور Johnsy کی کالونی میں بسنے والوں میں سے کسی کو یہاں اور کسی کو وہاں اپنا شکار بنالیا۔

مسٹر نمونیا عورتوں پر رحم کرنے والا کوئی بھلا مانس نہیں تھا اور اس نے Johnsy پر دھاوا بول دیا۔ اب وہ اپنے لوہے کے پلنگ پر لیٹی ہوئی بہت ہی کم حرکت کرتے ہوئے اپنے کمرے کی کھڑکی سے سامنے والے فلیٹ کی اینٹوں کی دیوار پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔ ایک صبح وہاں کے مصروف ڈاکٹر نے Sue کو اپنے پاس بلایا اور اسے بتایا کہ اس کے بچنے کا دس میں سے ایک فیصد امکان ہے۔ اور وہ امکان بھی صرف اس صورت میں ہے کہ اگر وہ زندہ رہنا چاہتی ہے۔ تمہاری دوست بیچاری نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ تندرست نہیں ہوگی۔ کیا اس کے علاوہ بھی کبھی اس نے کچھ سوچا ہے۔

وہ کسی روز Bay of Naples (بے آف نیپلز) paint (پینٹ) کرنا چاہتی ہے۔ Sue نے جواب دیا۔

Paint? ہش۔ کیا اس نے کبھی کسی قابل غور چیز کو بھی سوچا ہے۔"۔

"نہیں۔ نہیں ڈاکٹر۔" Sue نے کہا۔

"یہی تو کمزوری ہے۔ پھر بھی میں اپنی کوشش کروں گا۔ لیکن جب بھی میرا کوئی مریض اپنے جنازے کی گاڑیاں گننا شروع کر دیتا ہے۔ میں 50% دوائی ویسے ہی کم کر دیتا ہوں اگر تم اس سے آئندہ آنے والی سردیوں میں کپڑوں کے نئے ڈیزائن کا ایک سوال بھی پچھوا دو تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ ۱۰ میں سے ایک کی بجائے اس کے زندہ بچنے کے امکانات ۵ میں سے ایک ہو جائیں گے"۔ ڈاکٹر نے کہا۔

ڈاکٹر کے چلے جانے کے بعد Sue اپنا ڈرائنگ بورڈ اٹھائے اینٹھ کر چلتی ہوئی Johnsy کے کمرے میں داخل ہوئی۔ Johnsy اپنا چہرہ کھڑکی کی طرف کئے ہوئے بستر میں لیٹی ہوئی تھی۔ Sue نے یہ سوچتے ہوئے کہ شاید Johnsy سوئی ہوئی ہے۔ سیٹیاں بجانا بند کر دیا۔ اپنا ڈرائنگ بورڈ سٹینڈ پر کھینچ کر اس نے ایک رسالے کے لئے ایک تصویر بنانا شروع کر دی۔ Sue تصویر بنانے میں مشغول تھی اس نے ایک دھیمی آواز جو بار بار دہرائی جارہی تھی سنی۔ وہ خاموشی سے بیڈ کے پاس گئی Johnsy کی آنکھیں چوپٹ کھلی ہوئی تھیں وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی اور گن رہی تھی۔ پیچھے کی طرف گن رہی تھی۔

"بارہ"...... کچھ دیر بعد اس نے "گیارہ" کہا اور پھر دس پھر نو پھر آٹھ اور سات تقریباً اکٹھا کہا۔ Sue نے حیرانگی کے ساتھ کھڑکی سے باہر دیکھا وہاں گننے کو کیا تھا۔ وہاں تو بس ایک خالی احاطہ سا تھا اور ایک گھر کی ۲۰ فٹ بلند اینٹوں کی بے رونق دیوار تھی۔ ایک پرانی آئیوی (ivy) کی ٹیڑھی میڑھی جڑوں والی بیل تھی جو دیوار کے نصف تک چڑھی ہوئی تھی۔ خزاں کی ٹھنڈی ہوا نے پتوں کو مار دیا تھا کہ صرف ننگی

ٹہنیاں خستہ حال دیوار کے ساتھ لٹک رہی تھیں۔ ’’یہ کیا ہے‘‘Sue نے پوچھا’’چھ‘‘ Johsny نے جواب دیا۔ اب یہ تیزی سے گر رہے ہیں۔ تین روز قبل یہ پورے ایک ۱۰۰ تھے ان کی گنتی نے تو میرے سر میں درد کردی تھی۔ اور اب یہ بہت آسان ہے۔ لو ایک اور گر گیا۔ اب صرف ۵ رہ گئے ہیں۔’’۵ کیا‘‘ Sue نے بے چینی سے پوچھا۔ پتے...... آئیوی بیل کا جب آخری پتا گر جائے تو مجھے بھی جانا ہوگا۔ مجھے تو یہ تین روز قبل ہی پتہ چل گیا تھا۔ کیا تمہیں ڈاکٹر نے نہیں بتایا تھا’’حماقت کی بھی انتہا ہوتی ہے‘‘۔Sue نے کہا پرانے آئیوی کے پتوں کا تمہاری صحت کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ بے وقوف مت بنو ڈاکٹر نے تو کہا تھا کہ تمہاری صحت کی بہت زیادہ امید ہے۔

اب تھوڑا سا سوپ ہی لو اور اپنی سوڈی Sudie کو دوبارہ ڈرائنگ مکمل کرنے دو۔’’ایک اور گیا‘‘ مجھے کوئی سوپ کی ضرورت نہیں ہے۔ اب صرف چار پتے رہ گئے ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ اندھیرا ہونے سے پہلے میں آخری پتہ بھی گرتا ہوا دیکھ لوں۔ پھر مجھے بھی جانا ہوگا۔ پیاری Johnsy وعدہ کرو کہ اب تم اپنی آنکھیں بند رکھو گی اور باہر نہیں دیکھو گی۔ مجھے روشنی کی ضرورت ہے اور مجھے یہ تصاویر کل مکمل کر کے دینی ہیں۔’’کیا تم دوسرے کمرے میں یہ تصاویر مکمل نہیں کر سکتیں‘‘Johnsy نے کہا۔ میں نے یہیں تمہارے پاس کام کرنا ہے۔ اور مزید یہ کہ میں نہیں چاہتی کہ تم ان آئیوی پتوں کی طرف دیکھتی رہو۔ اچھا ٹھیک ہے اب جلدی سے تصاویر مکمل کر لو۔ میں آخری پتے کو گرتا ہوا دیکھنا چاہتی ہوں اب میں مزید انتظار نہیں کر سکتی۔Johnsy نے پلنگ پر سیدھا لیٹتے ہوئے کہا۔ سونے کی کوشش کرو۔ میں Behrman کو بلانے جا رہی ہوں تا کہ وہ میرے لئے پوز Pose بنا کر کھڑا ہو۔ اور میرے آنے تک تم نے بالکل نہیں ہلنا۔

Behrman ۶۰ سال سے کچھ زائد ایک پینٹر تھا۔ وہ اپنی شاہکار تصویر کے بارے میں اکثر باتیں کیا کرتا تھا۔ جو کہ اس نے اب تک نہیں بنائی تھی۔ Sue نے (بحرمن) Behrman کو تلاش کیا اور اس کے پاس آئی۔

اس نے بوڑھے (بحرمن) Behrman کو اپنی تصاویر کے لئے Pose بنانے کو کہا مگر Behrman نے انکار کر دیا۔ اس نے Behrman کو Johnsy کے تخیل کے بارہ میں بتایا کہ کس طرح اس نے اپنی زندگی کو آئیوی کے گرتے ہوئے پتوں سے جوڑ رکھا ہے۔ اور اب وہ پتوں کے ساتھ اپنی زندگی کے ختم ہونے کی منتظر ہے۔

Sue نے کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ تصاویر بنا کر کچھ پیسے کما کر Johnsy کے دل بہلانے کی کچھ چیزیں خرید سکوں۔

بوڑھا Behrman' Johnsy کے تخیل کے بارہ میں ہنس دیا’’کیا‘‘ کیا دنیا میں اس قدر احمق لوگ بھی ہیں کہ وہ صرف اس لئے مر جائیں گے کہ ایک پرانی آئیوی کے پتے گر رہے ہیں‘‘۔ وہ بہت کمزور ہو چکی ہے۔ اور بیماری نے اسے صرف ان عجیب تصورات کے قابل ہی چھوڑا ہے۔ Sue نے کہا۔

Sue, Behrman کے لئے (پوز) Pose بنانے کے لئے تیار ہو گیا اور Sue کے گھر آ گیا۔ Johnsy گہری نیند میں تھی، Sue نے Behrman کو پردہ ہٹا کر وہ آخری پتہ دکھا دیا جس کے گرنے کا انتظار کرتے کرتے Johny سو چکی تھی Behrman نے اس کی طرف غور سے دیکھا پھر Sue اور Behrman نے ایک دوسرے کی آنکھوں میں بغیر کچھ کہے معنی خیز انداز سے دیکھا۔

جب Sue ایک گھنٹہ کی نیند کے بعد صبح بیدار ہوئی تو اس نے سب سے پہلے کھڑکی پر پڑے پردے کو دیکھا۔ اسے ہٹاؤ۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں"۔ Johnsy نے نحیف سی آواز میں حکم دیا۔ Sue بلا چوں چراں تعمیل حکم بجالائی۔ باہر کیا تھا رات بھر باوجود شدید بارش اور تیز ہوا کے ایک پتہ، آخری پتہ اپنی زندگی بچائے ہوئے اب بھی بوسیدہ دیوار کے ساتھ چپکا کھڑا تھا۔

یہ آخری ہے۔ میرا خیال تھا کہ رات یہ بھی گر جائے گا۔ لیکن یہ آج گر جائے گا اور اس کے ساتھ ہی میں بھی مر جاؤں گی" Johnsy نے کہا۔ Sue نے Johnsy پر جھکتے ہوئے کہا "میری پیاری۔ میرے بارہ میں سوچو! اگر تم نے اپنا خیال نہ رکھا تو میرا کیا بنے گا"۔ لیکن Johnsy نے کوئی جواب نہ دیا۔

دن گزر گیا اور شام کے اندھیرے میں بھی وہ آخری پتا اپنی کمزور شاخ پر دیوار کے ساتھ لگا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ رات کے ساتھ شمال سے پھر تیز ہوا چلنی شروع ہوگئی اور پھر تیز بارش سے کھڑکی بھی بجنے لگی۔ Johnsy نے حکم دیا کہ جب تک روشنی ہے پردہ اٹھا رہنے دیا جائے۔ آئیوی کا آخری پتہ ابھی تک وہیں تھا۔ Johnsy کتنی ہی دیر وہاں لیٹی اس پتے کو تکتی رہی۔ پھر اس نے Sue کو آواز دی جو باورچی خانہ میں یخنی تیار کر رہی تھی۔

میں کتنی بری ہوں کسی چیز نے آخری پتے کو وہاں ٹھہرا دیا ہے۔ صرف مجھے یہ بتانے کے لئے کہ میں کتنی گنہگار ہوں۔ موت کی خواہش کرنا تو ایک گناہ ہے۔ اب مجھے کچھ یخنی لا دو اور کچھ دودھ بھی۔ ٹھہرو پہلے مجھے ایک چھوٹا آئینہ لا کر دو۔ مجھے کچھ تکیے لا کر دو تا کہ میں ٹیک لگا کر تمہیں پکاتے ہوئے دیکھ سکوں۔ ایک گھنٹہ بعد اس نے کہا۔ Sudie مجھے امید ہے کہ میں کسی روز Bay of Naples کو پینٹ کر دوں گی۔ شام کو ڈاکٹر آیا اس نے Johnsy کو دیکھا اور پھر Sue کو کہا تمہاری اچھی نگہداشت اسے بچالے گی۔ اب مجھے نیچے والی منزل پر ایک اور مریض دیکھنا ہے Behrman۔ ایک آرٹسٹ ہے اس کو بھی نمونیا ہو گیا ہے۔ وہ ایک بوڑھا آدمی ہے اور حملہ بہت شدید ہے۔ اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ اگلے روز ڈاکٹر نے Sue سے کہا تم جیت گئی ہو۔ اب صرف احتیاط چاہیے۔ اسی شام Johnsy Sue کے بستر کے پاس آئی جو آئندہ سردیوں کے لئے سکارف بن رہی تھی۔

میں تمہیں کچھ بتانے آئی ہوں۔ Sue نے Johnsy سے کہا۔ آج Behrman نمونیا سے مرگیا ہے۔ وہ صرف ۲ روز بیمار رہا ہے۔ اس کے پڑوسی نے اسے اس کی بیماری کے پہلے روز بالکل گیلے کپڑوں اور جوتوں میں اس کے کمرے میں پایا تھا۔ انہیں بالکل پتا نہیں چلا کہ وہ اتنی خوفزدہ رات میں کہاں رہا ہے۔ پھر انہیں ایک لالٹین جو اس وقت تک روشن تھی ملی اور ایک سیڑھی جو اپنی جگہ سے ہلی ہوئی تھی۔ اور کچھ برش اور ایک پلیٹ جس میں سبز اور پیلا رنگ ملا ہوا تھا۔ کھڑکی سے باہر دیکھو جان" دیوار پر آئیوی کے آخری پتے کی طرف۔ تمہیں بالکل حیرانگی نہیں ہوئی کہ اتنی تیز ہوا کے باوجود بھی یہ اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں۔ Ah-darling یہ Behrman کا شاہکار ہے۔ جس رات آخری پتا گرا تھا اسی رات اس نے اسے وہاں Paint کر دیا تھا۔

(Short Stories by O,Henry)

☆☆☆

وسعت کائنات

(EXPANSION OF THE UNIVERSE)

وَالسَّمَآءَ بَنَیۡنٰھَا بِاَیۡدٍ وَّاِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ (الذاریات ۴۸)

آج سائنٹیفک کمیونٹی (Scientific Community) کے ذریعے عالمگیر طور پر یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے۔ جسے ۱۹۲۰ء کی دہائی میں مشہور و معروف ماہر فلکیات ایڈون ہبل (Edwin Hubble) نے دریافت کیا۔ ایڈون نے یہ تھیوری پیش کی کہ کائنات ''عظیم دھماکہ'' (Big Bang) کے بعد سے اب تک مسلسل پھیل رہی ہے۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ کائنات کے تمام سیارے اور ستارے اس عظیم دھماکہ کے نتیجے میں وجود میں آئے۔ قرآن کریم نے چودہ سو سال قبل کائنات کے پھیلنے کی حقیقت کو بڑے واضح الفاظ میں بیان فرمایا جس وقت انسانی ادراک کائنات کے بارے میں بہت ابتدائی تھا۔ اُس وقت اس حقیقت کو بیان کرنا اس کے منجانب اللہ ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ صرف یہی وہ الہامی کتاب ہے جس نے کائنات کے پھیلنے کا نظریہ پیش کیا اور دوسری تمام کتب مقدسہ اس کے بارے میں خاموش ہیں۔
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:-

It should be Remembered that the concept of the continuous expansion of the universe is exclusive to the Quran. No other divine scripture even remotely hint at it-

(Revelation Rationality Knowledge and Truth Page 303)

''یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ کائنات کے مسلسل پھیلنے کا نظریہ صرف قرآن میں ہے۔ دوسرے کسی آسمانی صحیفہ نے اس کے بارے میں اشارہ تک نہیں کیا''۔

پس جس قدر سائنس کی ترقی ہوگی اسی قدر اسلام کی صداقت کا بول بالا ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں کہ:-

''......میرا یقین ہے کہ جس قدر سائنس اور دوسرے علوم ترقی کرتے جائیں گے اسی قدر اسلام کے عجائبات اور قرآن شریف کے حقائق و معارف زیادہ روشن اور درخشاں ہوں گے اور خدا کی تسبیح ہوگی''۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۸۳)

ستارے

ستارے اپنی اپنی جگہ نہایت عظیم تھرمونیوکلیئر ری ایکٹر (Thermo Nuclear Reactor) ہیں جو گیس کے بادلوں سے کشش ثقل کی بدولت وجود میں آئے۔ وہ خلائے بسیط اور لامحدود کائنات میں بے شمار مجموعوں کی شکل

(محمد داؤد ظفر۔ گرمولہ ورکاں گوجرانوالہ)

میں بکھرے ہوئے ہیں۔ ہر مجموعہ کہکشاں (Galaxy) کہلاتا ہے۔ اگرچہ یہ ستارے قریب قریب دکھائی دیتے ہیں لیکن اصل میں ایک دوسرے سے بہت دور ہیں۔ اس کے باوجود مجموعے، اور ایک نظام میں مربوط ہیں۔ ان کی مختلف اشکال ہیں اور یہ ہم سے مختلف فاصلوں پر واقع ہیں۔ کہکشاں کے ستاروں کو آسانی کے لئے چھوٹے جھرمٹوں میں تقسیم کرلیا گیا ہے۔ ہر جھرمٹ ایک مجمع النجوم (Constellation) یا تارامنڈل کہلاتا ہے۔ ہم ان مجموعوں کی شناخت ان کی شکل سے کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ کہکشائیں چھوٹی اور بڑی ہیں۔ لیکن اوسطاً ان میں سے ہر ایک میں ایک ارب سے زیادہ ستارے موجود ہیں اور سیاروں کی تعداد شاید اس سے بھی زیادہ ہو۔ ستارہ ایک جرم فلکی (Heavenly Body) ہوتا ہے جو اپنی پیدا کردہ روشنی سے چمکتا ہے۔ جو ستارے ہمیں زیادہ روشن نظر آتے ہیں ضروری نہیں کہ وہ باقی ستاروں سے بڑے ہوں۔ ایک ستارے کی چمک (Brightness) کا انحصار تین چیزوں پر ہے۔ اس کا سائز، اس کا فاصلہ اور اس ستارے کی قسم۔ شعریٰ (Sirius) آسمان پر نظر آنے والا روشن ترین ستارہ ہے۔ یہ ایک چھوٹا ستارہ ہے جو ہمارے نزدیکی ستاروں میں شمار ہوتا ہے۔ کچھ ستارے اپنے برابر سائز کے دوسرے ستاروں سے زیادہ روشنی خارج کرتے ہیں۔

دوسرے ستاروں کے مقابلے میں ہمارے سورج کو کوئی بھی امتیازی خصوصیت نہیں ہے۔ یہ درمیانے سائز کا ایک ستارہ ہے یعنی دیوں (Giants) اور بونوں (Dwarfs) کے درمیان۔ سب سے بڑے ستارے، سرخ ستارے ہیں۔ زرد ستارے درمیانی جسامت کے ہیں اور سفید یا نیلاہٹ مائل سفید ستارے سب سے کم حجم رکھتے ہیں۔ اگرچہ یہ ستارے جسامت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بہت مختلف ہوتے ہیں لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں مادے کی مقدار تقریباً برابر ہوتی ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ بڑے ستاروں میں مادہ زیادہ پھیلا ہوا ہوتا ہے اور چھوٹے ستاروں میں اتنا ہی مادہ کم جگہ میں سمٹا ہوتا ہے۔ ہمیں جتنے بھی ستارے نظر آتے ہیں ان میں ۹۰ فی صد ستاروں کی کمیت ہمارے سورج کے حجم سے 1/10 گنا سے لے کر اس کے دس گنا تک ہے۔ جبکہ ان کا حجم ہماری زمین جتنے بونوں سے لیکر پورے نظام شمسی جتنے بڑے دیوپیکروں تک ہے۔ سرخ ستارے سب سے ٹھنڈے اور زرد ستارے نسبتاً زیادہ گرم ہوتے ہیں، جیسے ہمارا سورج۔ جبکہ سفید اور نیلا سفید رنگ گرم ترین ستاروں کی نشاندہی کرتا ہے۔

نوری سال

فاصلے اتنے طویل ہیں کہ فاصلے کی اکائی "میل" بے بس نظر آتی ہے۔ ہیئت دانوں نے ایک بنیادی فلکی پیمانہ "نوری سال" وضع کیا۔ روشنی ایک سال میں اپنی زبردست رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کے ساتھ جتنا فاصلہ طے کرتی ہے اسے ایک نوری سال کا نام دیا گیا۔ دوسرے الفاظ میں اس کو یوں بیان کرسکتے ہیں کہ روشنی 186,000 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہے۔ ایک دن میں روشنی کی ایک شعاع 16,,000,000,000 میل اور ایک سال کے عرصہ میں 58,880,000,000,000 میل کا فاصلہ طے کرتی ہے۔ فلکیات دان اس ایک سال کو نوری سال کا نام دیتے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں ستارہ ہم سے تین ہزار نوری سال کے فاصلے پر ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر روشنی کی رفتار سے سفر کریں تو زمین سے اس ستارے تک پہنچنے میں ہمیں تین ہزار سال لگیں گے۔

ملکی وے (Milky Way)

ہماری کہکشاں جو رات کو آسمان کے بیچوں بیچ ایک راستہ ہے جو اپنی دودھیا رنگت کے باعث ''ملکی وے'' کہلاتا ہے۔ اصل میں یہ کروڑوں ستاروں کا مجموعہ ہے۔ نو سیارے (Planets) اور ان کے چاند (Satellites) اربوں دم دار ستارے (Comets) ہزاروں سیارچے (Asteroids) کروڑوں شہابیے (Meteors) اور خود سورج مل کر نظام شمسی بناتے ہیں۔ یہ نظام شمسی اپنے اردگرد موجود اربوں ستارے مل کر ہماری کہکشاں کی تشکیل کرتا ہے۔ ہمارے کہکشاں کی شکل ایک عظیم پہیئے جیسی ہے۔ اس عظیم پہیئے کا دھرا دس ہزار سے پندرہ ہزار نوری سال موٹا ہے یعنی روشنی کو دھرے سے ایک طرف سے دوسرے طرف جانے میں اتنا طویل عرصہ لگ جاتا ہے۔ یہ دھرا بہت بڑے سرخ ستاروں اور گرد کے عظیم بادلوں پر مشتمل ہے۔ دھرے سے باہر اور اس کے چاروں طرف گرد اس ستاروں کا ایک دائرہ ہے جس کا قطر 80,000 نوری سال ہے۔ اس عظیم پہیئے پر سورج کا فاصلہ اس کے مرکز سے 30,000 (تیس ہزار نوری سال) ہے اور اپنے پڑوسی چمکدار تاروں کی نسبت ایک لاکھ درجے مدہم ہے۔ کہکشاں کا پورا پہیا ستاروں اور ان کے جھرمٹوں سے بھرا ہے۔ اس کا قطر ایک لاکھ نوری سال ہے۔ ستاروں کے جھرمٹ اپنی اپنی جگہ چھوٹی چھوٹی کہکشائیں ہیں۔ یہ چھوٹی کہکشائیں لاکھوں چمکدار ستاروں سے پُر ہیں۔ ان کے علاوہ کئی ارب انفرادی ستارے ہیں جو تن تنہا تمام اطراف حرکت کررہے ہیں۔ پوری کہکشاں اپنے مرکز پر گھوم رہی ہے اور اس میں موجود تمام ستارے مرکز کے گرد چکر لگا رہے ہیں۔ ہمارا سورج کہکشاں کے گرد ایک پورا چکر مکمل کرنے کے لئے ۲۵ کروڑ سال کا وقت لیتا ہے۔ سورج تمام سیاروں سمیت کہکشاں کے مرکز کے گرد دوسو میل فی سیکنڈ کی رفتار کے ساتھ گھوم رہا ہے۔ جب کہ ہماری زمین ۳۶۵ دن میں سورج کے گرد ایک چکر پورا کرتی ہے۔ کہکشاں میں کئی ستارے ایسے بھی ہوں گے جنہیں اپنا چکر مکمل کرنے کے لئے سورج سے بھی زیادہ وقت درکار ہوگا۔ ہمارے سورج کی طرح کہکشاں کے اور بہت سے سورج بھی کسی اپنے نظام شمسی کا مرکز ہیں۔ اگر ہم اپنی کہکشاں کو مرکز بنا کر ایک عظیم دائرہ کھینچیں تو ہمیں اپنی کہکشاں کے ٹھیک نیچے دو سحابیے نظر آئیں گے جو ماجیلان سحابیے (Magellan Clouds) کہلاتے ہیں۔ ان کے سوا تین لاکھ نوری سال کے دائرے میں اور کچھ نہیں، لیکن اگر ہم ۲۷ لاکھ نوری سال کا ایک دائرہ کھینچیں تو اس پر اینڈرومیڈ اسحابیہ (Andromeda Clouds) واقع ہوگا جس میں گھومنے والی عظیم کہکشاں موجود ہے۔ تمام ستاروں، گرد اور گیس کے بادلوں کی مجموعی کمیت پوری کہکشاں کی کمیت سے کم ہے۔ ہیئت دانوں نے اس فرق کی وجہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ کہکشاں میں کچھ مادہ ایسا بھی ہے جو نظر نہیں آتا اسے بلیک ہول (Black Hole) کہتے ہیں۔ یہ ہے صرف اس کہکشاں کی وسعت جس کا ہم حصہ ہیں۔ ہماری کہکشاں سے بہت بڑی کہکشائیں ہیں جن کے گرد ہماری کہکشاں گھومنے پر مجبور ہے۔

طیف پیما (Spectrum)

کائنات کی وسعت کا اندازہ عظیم فاصلوں سے لگایا جاسکتا ہے۔ فلکیات دانوں نے یہ فاصلے دوربینوں کے علاوہ طیف پیما، فلٹر، فوٹو الیکٹرک سیل اور تھرموکپل کے ذریعے ماپے۔ طیف (Spectrum) کو ستاروں اور کہکشاؤں کے فاصلے اور ہم سے دور ہونے کی رفتار معلوم کرنے کے لئے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ طیف وہ سات رنگوں کی پٹی

ہے جو سفید روشنی کے پانی کے ننھے قطروں یا شفاف کانچ کے منشور (Prism) سے گزرنے پر بن جاتی ہے۔ جب سورج سے آنے والی روشنی کا طیف حاصل کیا جاتا ہے تو اس میں کچھ تاریک یا سیاہ خطوط نظر آتے ہیں، ان کی اپنی فریکوئنسی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورج کی بیرونی فضا میں بعض عناصر ہیں جو سورج کی روشنی کو جذب کر لیتے ہیں۔ ان کی غیر حاضری کے باعث طیف میں فریکوئنسی پر سیاہ خطوط نظر آتے ہیں۔ ہر عنصر اپنے مخصوص خطوط پیدا کرتا ہے جن کو ہم شناخت کر سکتے ہیں کہ یہ فلاں عنصر کے جذب ہونے کی وجہ سے ہے۔ جہاں کوئی عنصر جذب ہوتا ہے وہاں کا طیف جذبی طیف (Absorption Spectrum) کہلاتا ہے۔ اس طریقہ سے سورج کی فضاء کے عناصر دریافت کئے گئے۔ اسی طرح ہم دور دراز ستاروں کا طیف حاصل کر کے ان ستاروں میں موجود عناصر کا پتا لگا سکتے ہیں۔ دوربین میں نہایت دور دراز ستارے سے آنے والی نحیف روشنی کا طیف پردے یا فوٹو گرافک پر لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی ستارہ یا کہکشاں تیز رفتاری کے ساتھ ہم سے دور ہوتا چلا جا رہا ہے تو اس کے جذبی طیف کے سیاہ خطوط طیف کے سرخ سرے کی طرف ہٹتے چلے جائیں گے۔ وہ ستارہ جتنی زیادہ رفتار سے دوڑ رہا ہے یہ تاریک خطوط اتنے ہی ہٹتے نظر آئیں گے۔ ہر عنصر کا جذبی طیف کی طرح ایک اخراجی طیف (Emission Spectrum) بھی ہوتا ہے۔ کسی مخرج میں کسی عنصر کا پتا لگانے کے لئے یہی طیف استعمال کیا جاتا ہے۔

ستارے کتنی دور واقع ہیں

سورج ہم سے ۹۳ ملین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ سورج جسامت میں زمین سے لاکھوں گنا بڑا ہے۔ زمین کا قطر ۷۹۲۷ میل ہے جب کہ سورج کا قطر ۸۶۴۰۰۰ میل ہے۔ مشاہدات سے پتہ چلا ہے کہ سورج کے علاوہ جو ستارہ ہم سے زیادہ قریب ہے اسے پروکسیما قنطروس (Proxima Centauri) کہتے ہیں۔ اس کا فاصلہ 4/1/4 نوری سال بنتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا قریب ترین ستارہ الفاقنطروس (Alpha Centauri) بنتا ہے اور یہ پروکسیما قنطروس سے ۵۰۰ ملین میل کے فاصلے پر ہے۔ الفاقنطروس تارامنڈل (Constellation) یا ستاروں کا مجمع (Group Strar) ہے۔ ستاروں کے اس گروپ کو قنطورس (Centaurus) کہا جاتا ہے۔ اور یہ ہمارے سورج کی طرح روشن ہے۔ تاہم یہ بہت زیادہ دور ہے اس لئے آسمان پر ایک نقطہ کی مانند نظر آتا ہے۔ اس طرح (Vega) نامی ستارے کا فاصلہ ہم سے ۲۷ نوری سال ہے۔ ظاہر ہے کہ پھر ایسے ستارے یا اُن کے جھرمٹ آ جاتے ہیں جن کی روشنی کو ہم تک آنے میں ہزاروں لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں برس لگ جاتے ہیں، یعنی وہ روشنی جو اس وقت چلی جب زمین وجود میں بھی نہیں آئی تھی یا وہ روشنی اُس وقت چلی جب زمین پر حیات نمودار ہو رہی تھی۔

کہکشاؤں کا ارتقاء اور دور ہونے کی رفتار

کائنات کے پھیلنے کے بارے میں دو قسم کے نظریات پائے جاتے ہیں۔

1-Open Universe
2-Close Universe

Open Universe والے خیال کرتے ہیں کہ کائنات مسلسل پھیلتی جائے گی۔ جو مخصوص مادہ ہے کائنات کے مرکز کی کشش کی دسترس سے باہر پتلا ہو کر پھیلتا رہے گا۔ Close Universe کے خیال کے مطابق کائنات کا پھیلاؤ بالآخر سمٹنا شروع ہوگا اور مرکز کی کشش تمام مادے کو اپنی طرف کھینچ لے گی۔ اب چھوٹے چھوٹے بلیک

ہولز (Black Holes) کائنات میں پیدا ہو چکے ہیں جو آخر کار بڑے بلیک ہول (Gigantic Blackhole) پر منتج ہوں گے اور اس طرح تمام کائنات دوبارہ اپنی حالت میں آجائے گی جس طرح پہلے وہ ابتداء میں تھی۔ قرآن کریم اس دوسرے نظریے کی تصدیق کرتا ہے۔ کیونکہ کائنات فانی ہے اور صرف خدا کی ذات دائمی ہے۔ ہیئت دانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ کائنات میں کہکشاؤں کی تعداد کم از کم اتنی ضرور ہے جتنے ہماری کہکشاں کے ستارے یعنی سوارب۔ ملکی وے کے علاوہ جو کہکشاں ہمیں نظر آتی ہے وہ اینڈرومیڈا ہے۔ وہ ہم سے اس قدر دور ہے کہ آج اس کی جو روشنی آپ کی آنکھ تک پہنچ رہی ہے وہاں سے ۲۷ لاکھ سال پہلے روانہ ہوئی اور ہم سے بیس لاکھ نوری سال سے بھی زیادہ فاصلے پر ہے۔ فلکیات دانوں کا خیال ہے کہ ملکی وے اور اینڈرومیڈا اور جتنی بھی کہکشائیں کائنات میں ہیں۔ سب میں ارتقاء کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ کہکشائیں ایک جگہ ساکن نہیں بلکہ تیزی کے ساتھ سفر کر رہی ہیں۔ کچھ ستارے جنم لے رہے ہیں اور کچھ مرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ہماری کہکشاؤں میں سماک رامح (Arcturus) اس کی واضح مثال ہے۔ ۱۹۱۲ء میں دور دراز کہکشاؤں اور دوسرے اجسام سے آنے والی روشنی کے طیف حاصل کئے گئے۔ اور یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ بعض کہکشائیں ہم سے دور ہو رہی ہیں لیکن ۱۹۲۵ء میں زیادہ دقیق طریقوں سے ہیئت دانوں نے یہ معلوم کیا کہ صرف چند نہیں بلکہ تمام کہکشائیں ہم سے دور ہو رہی ہیں۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ کوئی کہکشاں ہمارے کہکشاں سے جتنی دور ہے اس کے بھاگنے کی رفتار اتنی ہی زیادہ ہے۔ سنبلہ (Vigro) نامی مجموعہ نجوم میں کئی ہزار کہکشائیں تقریباً چھ کروڑ ساٹھ لاکھ نوری سال کے فاصلے پر محیط ہیں۔ وہ ہماری کہکشاں سے ساڑھے سات سو میل فی سیکنڈ کی رفتار سے دور ہوتی جارہی ہیں۔ اکلیل شمالی (Corona Borealis) نامی مجموعہ ہم سے ایک ارب بیس کروڑ نوری سال کے فاصلے پر ہے وہ ہم سے تیرہ ہزار چار سو (۱۳۴۰۰) میل فی سیکنڈ کی رفتار سے دور ہو رہا ہے۔ شجاع (Hydra) میں دھندلی کہکشاؤں کا مجموعہ ہم سے تین ارب تیس کروڑ نوری سال کے فاصلے پر ہے۔ وہ ہماری کہکشاں سے پوری ۳۸ ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے دور ہوتا جارہا ہے۔ ایسی کہکشاؤں کا سراغ بھی لگایا جاچکا ہے جو ہر سیکنڈ روشنی کی رفتار کی ایک تہائی رفتار کے ساتھ دوڑ رہی ہیں۔ بعض ایسی دھندلی کہکشائیں ہیں جن کے بھاگنے کی رفتار روشنی کی رفتار کے 2/3 ہے اور جہاں ریڈیائی دوربین کی قوت ختم ہوجاتی ہے۔ وہاں کی کہکشائیں غالباً روشنی کی رفتار کے 9/10 رفتار کے ساتھ دوڑ رہی ہیں۔ یہ رفتار فی سیکنڈ ہے لیکن اگر کہکشاؤں کا کوئی مجموعہ روشنی کی رفتار سے دوڑ رہا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ہمیں نظر نہیں آسکتا۔

جن کتب سے استفادہ کیا گیا

۱۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا ایڈیشن ۱۹۷۲ زیر لفظ Galaxy, Stars

۲۔ (Revelation Rationality Knowledge and Truth 1998)

۳۔ ہماری کائنات۔ پروفیسر ناصر علی زیدی۔

۴۔ نظام شمسی۔ فیضان اللہ

☆☆☆

تحریک وقف زندگی وداخلہ جامعہ احمدیہ

امرائے اضلاع، صدر صاحبان، مربیان ومعلمین سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ:

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نوراللہ مرقدہ وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے متعلق فرماتے ہیں:

''میں جماعت کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاص کا ثبوت دے اور نوجوان زندگیاں وقف کریں۔ ہر احمدی گھر سے ایک نوجوان ضرور اس کام کے لئے پیش کیا جائے۔ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے ہر سال کم از کم پچاس طالبعلم آنے چاہئیں۔ سو ہوں تو بہتر ہے''۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جس تعداد میں جامعہ احمدیہ میں نوجوان داخل ہوتے ہیں اور باقاعدہ مربی بنتے ہیں اسے دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ضروریات کے ہزارویں حصہ کو بھی پورا نہیں کرتے''۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''آئندہ سو سالوں میں دین حق نے جس کثرت سے ہر جگہ پھیلنا ہے اس کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں۔ ایسے واقفین زندگی چاہئیں جو خدا کی راہ میں حضرت محمد ﷺ کے غلام ہوں۔ ہر طبقہ زندگی سے کثرت کے ساتھ واقفین زندگی چاہئیں''۔

جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد بڑھانے کے لئے مجلس مشاورت ۱۹۶۱ء کا فیصلہ ہے کہ:

''ہر ضلع کی جماعت 250 چندہ دہندگان پر کم از کم میٹرک پاس طالبعلم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائیں''۔

امرائے اضلاع وصدر صاحبان/مربیان ومعلمین سلسلہ سے درخواست ہے کہ اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ ذہین، ہونہار خدمتِ دین کا شوق رکھنے والے مخلص طلباء کو جامعہ احمدیہ میں بھجوانے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں بہت زیادہ برکت فرمائے۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو میٹرک کے نتیجہ کے بعد 10 اگست 2002ء بوقت صبح 8 بجے ہوگا۔ امیدوار کا میٹرک میں کم از کم B گریڈ ہونا ضروری ہے۔ امیدواران کو ہدایت فرمائیں کہ وہ داخلہ کے لئے ابھی سے اپنی درخواست والد/سرپرست کی تصدیق کے ساتھ اور مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریکِ جدید کو بھجوائیں اور میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ کی اطلاع دیں۔ درخواست میں نام۔ ولدیت۔ تاریخ پیدائش۔ عمر اور مکمل پتہ درج کریں۔ واقفین نو حوالہ وقف نو بھی درج کریں۔

امیدواران قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔ جماعتی کتب مخصوصاً سیرت النبی ﷺ، سیرت حضرت مسیح موعودؑ، مختصر تاریخ احمدیت، کامیابی کی راہیں، دینی معلومات شائع کردہ خدام الاحمدیہ نیز روزنامہ الفضل اور جماعتی رسالہ جات کا مطالعہ کرتے رہیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

المکتب لائبریری

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مجلس خدام الاحمدیہ گلگشت ملتان کی لائبریری کا نام ازراہ شفقت "المکتب" عطا فرمایا ہے۔ لائبریری میں حضرت مسیح موعودؑ اور دیگر بزرگان کی کتب اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی سوال و جواب و خطبات کی ویڈیو کیسٹس موجود ہیں۔ المکتب لائبریری کو جناب عبدالوحید جنجوعہ ابن چوہدری عبدالرحیم صاحب مرحوم نے اپنے والد محترم کی ذاتی لائبریری کی کتب عطیہ کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

انچارج لائبریری
عمر خان: فون 224587 ۔ عبدالنور: فون 521694
قائد مجلس خدام الاحمدیہ گلگشت کالونی ملتان
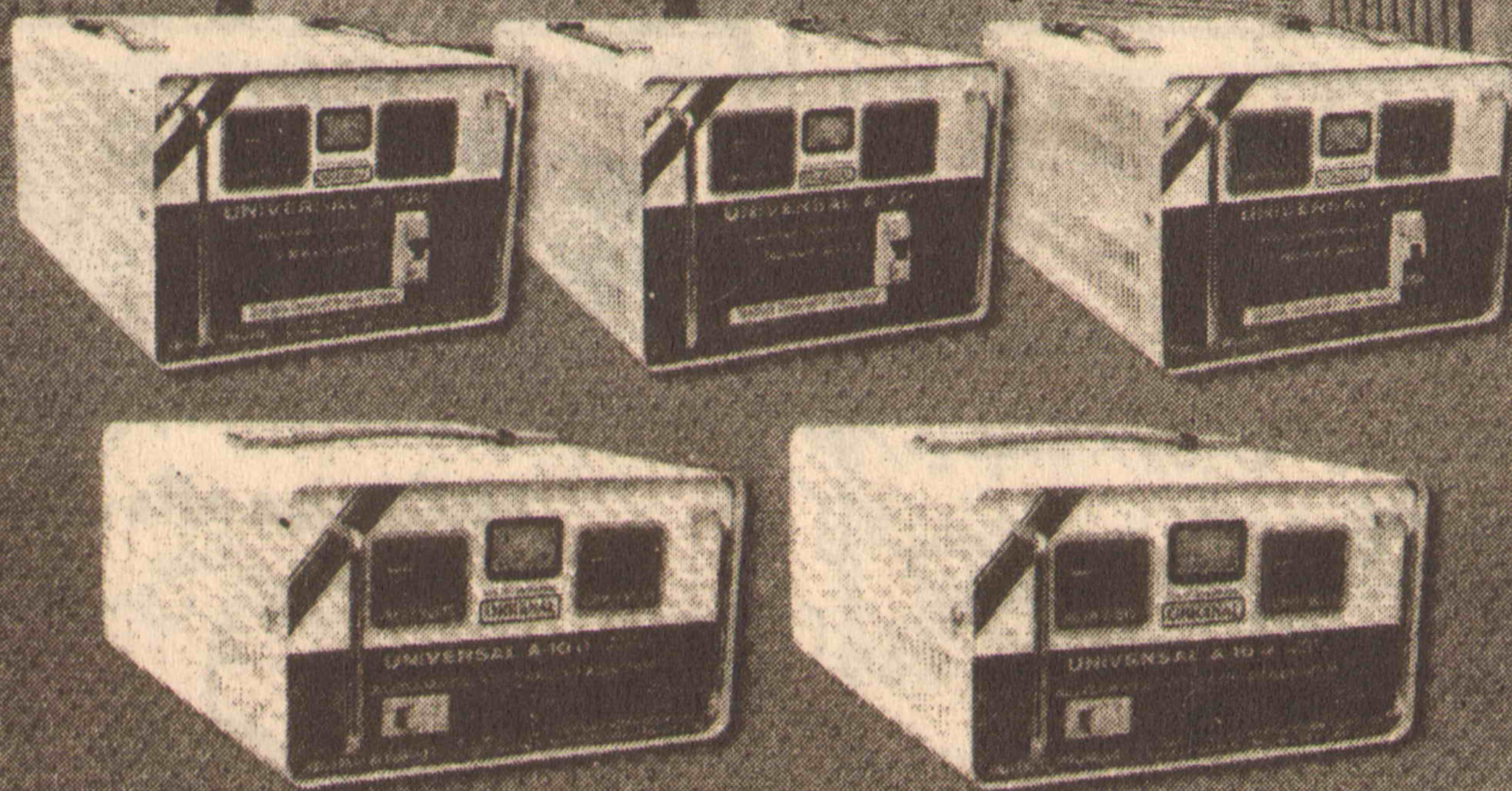
ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسلؐ

مصطفٰی پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جان محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینے میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

نقش ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرّہ تری رہ میں اڑایا ہم نے

شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۵،۲۲۶)

Monthly
KHALID
C. Nagar
Editor:
IsfandYar Muneeb
July 2002
Regd. CPL # 139

بہترین نذرانہ دعوت الی اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا :۔

''یہ بات بھی میں احباب کے سامنے کھول کر رکھنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ دعاؤں کے خط لکھتے ہیں وہ اگر اپنے خطوں میں اس بات کا ذکر بھی کر دیا کریں کہ وہ اللہ کے فضل سے داعی الی اللہ بن چکے ہیں اور انہوں نے دعوت الی اللہ کا کام شروع کر دیا ہے تو ان کے اس خط کے ساتھ میرے لئے یہ بہترین نذرانہ ہوگا۔ پس جہاں تک میرے دل کا تعلق ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سے زیادہ پیارا اور اس سے زیادہ عزیز نذرانہ میرے لئے اور کوئی نہیں ہوگا کہ احمدی خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا مجھے دعا کے ساتھ یہ لکھے کہ خدا کے فضل کے ساتھ ان لوگوں میں داخل ہو گیا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں جن کا عمل صالح ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸۔ جنوری ۱۹۸۳ء)